حبِ علی دلیل ہے حبِ رسول کی
قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
من کنت مولاہ فعلی مولاہ
الحدیث
ولایتِ علیؓ
سید لعل شاہ بخاری تجاوز عن ذنبہ الباری

خطبۂ غدیر خم
یُعنیٰ بِھا
وصایۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بولایۃ علی کرم اللہ وجہہ
سید لعل شاہ بخاری تجاوز عن ذنبہ الباری
خطیب
مدنی مسجد لائق علی چوک واہ کینٹ
قیمت :- ۱۵/- روپے

فہرست

تاریخ اشاعت بار دوم نومبر ۱۹۸۶ء

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ

راقم الحروف بندہ ناچیز احقر الوری سید لعل شاہ بخاری تجاوز عن ذنبہ الباری قارئین کرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ ۱۸ ذالحجہ سنہ ۱۰ھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مناسک حج ادا کرنے کے بعد واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے، خم نامی ایک مقام پر جو جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے، ایک تالاب کے کنارے درختوں کے جھنڈ میں پڑاؤ کیا اور نماز ادا کرنے کے بعد ایک اہم خطبہ دیا جسے علماء سیر و تواریخ خطبہ غدیر خم کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران حج مختلف مواضع پر جو خطبات دیئے ان میں وداع کا تذکرہ پایا جاتا ہے اور خطبہ غدیر خم میں بھی آپ نے اپنے وداع کا تذکرہ فرمایا چنانچہ حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِکُ اَنْ یَاْتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبُ اے لوگو بیشک میں ایک انسان ہوں عنقریب میرے پاس رب کا فرستادہ آئیگا اور میں اجابت کروں گا، مقصود یہ ہے کہ میری رخصت کا وقت قریب آگیا ہے، پھر آپ نے بطور وصیت کچھ اشیاء کا تذکرہ فرمایا جو مختلف سندات سے مروی ہیں۔ اس خطبہ میں ان کلمات کا تذکرہ بھی ہے کہ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ اَحَدُھُمَا کتاب اللہ بتحقیق۔ میں تم میں دو وزن دار چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک ان میں اللہ کی کتاب ہے۔ اس خطبہ میں اہل بیت کا تذکرہ بھی ہے (واہل بیتی) اور خطبہ غدیر خم کی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے متعلق فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہ جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے، اور بعض روایات میں یہ کلمات بھی پائے جاتے ہیں اَللّٰھُمَّ وَالِ من والاہ وعاد من عاداہ جو علی کو دوست رکھے

تو بھی اسے دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی کرے تو بھی اس کا دشمن ہو۔

اس خطبہ میں الفاظ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کو حدیثِ مولاۃ یا حدیثِ ولایت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ رافضی اس روایت کے متعلق تواتر کا دعویٰ کرتے ہیں اور اہل السنۃ کی آراء مختلف ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق اپنی کتاب "بھائی بھائی" میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق علمائے اہل السنۃ تین باتیں کرتے ہیں۔ اول ابن تیمیہ بخاری، ابراہیم حربی ابو محمد ابن حزم علامہ اسحاق ہروی، ابن حجر مکی، ابو حاتم رازی، ابن خزیمہ اور چند دیگر محدثین اسے ضعیف سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بخاری و مسلم نے اس کی روایت نہیں کی۔

اس سے قبل مرزائیوں کیطرف سے ایک ٹریکٹ شائع ہوا تھا (حضرت ابوبکر کی خلافت کی پیشگوئی اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تشریح) ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا ماخذ بھی یہی رسالہ ہو اور عین ممکن ہے کہ ان کا ماخذ نصیحۃ الشیعہ ہو کیونکہ مضمون واحد ہے۔ حضرت مولانا احتشام الدین مراد آبادی نے اپنی کتاب نصیحۃ الشیعہ کے تیسرے حصے میں اس روایت کی تضعیف پر علمائے اہل السنۃ کے اقوال نقل فرمائے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے اَمَّا قولہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فَلَیْسَ فِی الصِّحَاحِ وَلٰکِنْ مِمَّا ھو رواہ العلماء وَتَنَازَعَ النَّاسُ فِی صِحَّتِہٖ۔ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ صحیح حدیثوں میں شامل نہیں ہے لیکن وہ اس قسم کی حدیثوں میں سے ہے کہ علمائے اس کو روایت کیا اور لوگوں نے اسکی صحت میں اختلاف کیا۔

فنقل عن البخاری وابراھیم الحربی و طائفۃ من اھل العلم بالحدیث انھم طعنوا فیہ وضعفوہ قال ابو محمد ابن حزم اما من کنت	چنانچہ بخاری، ابراہیم حربی اور علمائے حدیث کے ایک گروہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس حدیث میں طعن کیا ہے اور اس کو ضعیف بتایا ابو محمد ابن حزم فرماتے

مولاہ فعلیٌّ مولاہ فلا یصح من طریقِ الثقات اصلاً ۔

کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ نہیں ثابت سند ثقات سے ہرگز ۔

علامہ اصفہانی نے مطالع الانظار میں لکھا ہے :-

اما قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فھو من باب الاحاد وقد طعن فیہ ابن ابی داؤد و ابو حاتم الرازی وغیرھما من ائمۃ الحدیث

لیکن قول صلی اللہ علیہ وسلم کا من کنت مولاہ فعلی مولاہ قسم اخبار احاد سے ہے ۔ اور ابن ابو داؤد اور ابو حاتم رازی و غیرہ ائمہ حدیث نے اسمیں طعن کیا ہے ۔

علامہ اسحاق ہروی لکھتے ہیں :-

قد قدح فی صحتہ الحدیث کثیر من ائمۃ الحدیث کابی داود والواقدی وابن خزیمہ وغیرھم ۔

اور بے شک طعن کیا ہے اس حدیث کی صحت میں بہت سے ائمہ حدیث نے جیسے ابوداؤد واقدی ابن خزیمہ وغیرہم نے ۔

ابن حجر مکی لکھتے ہیں :-

الطاعنون فی صحتہ جماعۃ من ائمۃ الحدیث وعدولہ الرجوع الیھم فیہ کابی داود السجستانی وابی حاتم الرازی

طعن کرنیوالے اس حدیث کی صحت میں حدیث کے ایسے ائمہ اور معتبر لوگوں کی جماعت جنکی طرف حدیث میں رجوع کیا جاتا ہے جیسے ابوداؤد السجستانی اور ابوحاتم الرازی ۔

اقوال بالا نقل کرنے کے بعد مولانا احتشام الدین صاحب اپنی رائے بھی ان الفاظ میں لکھتے ہیں ۔ اگر فقط اصحاب صحاح ستہ کو دیکھا جائے تو صحیح بخاری ، مسلم ، سنن ابی داؤد میں اس حدیث کا ذکر نہیں ، فقط سنن ترمذی و سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث بہ تغیر الفاظ مذکور ہے ۔

ابن ماجہ نے اس حدیث کی حالت سے سکوت کیا ۔ ترمذی نے حسن غریب کہا حسن کے لفظ سے صحت کی نفی ہوگئی اور لفظ غریب ایک قسم کی جرح ہے ۔ بہرحال ترمذی اور ابن ماجہ کے

مقابلہ میں بخاری اور ابوداؤد ضعیف کہنے والے ہیں نصیحۃ الشیعہ ص۵۲۹ تا ص۵۳۱

خالد محمود کتاب حدیث الثقلین کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت طرق تواتر سے نقل ہونا تو

در کنار خبر واحد کے طور پر بھی کسی سند صحیح سے ثابت نہ ہوسکی ص۱۹

پھر ص۲۰ پر نصب الرایہ ص۳۶ ج۱ کے حوالہ سے حافظ زیلعی سے اسکی تضعیف نقل کی ہے

نیز حافظ ابن تیمیہ کی رائے بھی منہاج السنہ ص۸۶ ج۴ کے حوالہ سے نقل کی ہے (لا یصح من طریق

الثقات اصلاً)

پھر مولانا نافع صاحب بھی اسی کتاب کے ص۱۰۳ پر لکھتے ہیں کہ پہلی گذارش یہ ہے، کہ

اہل سنت کے بہت سے علماء امام بخاری ابن ابی حاتم، ابراہیم حربی، ابن ابی داؤد ابن حزم وغیرہم کو

غدیر خم کے موقعہ پر اخذ کیا جانا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ او ولیہ کا فرمان جاری

ہونا اسکی صحت واقعہ میں کلام ہے ایضاً ص۱۰۵ پر رقمطراز ہیں، مولانا تھانوی نے اپنی تصنیف

بیان القرآن پارہ ششم آیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے حواشی مسمی تصحیح الاغلاط

متعلقہ جلد سوم مطبوعہ مجتبائی دہلی میں اس روایت ولایت (من کنت مولاہ) کی عربی عبارت میں

طویل بحث کی جس میں اس روایت کے تمام طرق واسانید جمع کرکے محققانہ تنقید فرمائی ہے۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں حاکم صاحب مستدرک ثقہ ہے اور تشیع کی طرف مائل ہے جب

اس نے کچھ احادیث جمع کیں اور انہیں علی شرط البخاری و مسلم صحیح کہا، ان میں حدیث طیر اور

حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ بھی تھی تو اصحاب حدیث نے ان روایات کا انکار کیا

اور حاکم کے قول کی طرف توجہ نہ کی۔ تذکرۃ الحفاظ ص۲۳ ج۳۔ پھر مولانا نافع نے حدیث الثقلین

اور حدیث موالاۃ کے تمام طرق کو فراہم کرکے ان پر جرح کی ہے اور بزعم خود ثابت کردیا ہے کہ ان

تمام روایات میں ایک روایت بھی سنداً صحیح نہیں۔

مولانا نافع کی یہ کوشش اس لحاظ سے قابل ستائش ہے کہ انہوں نے ائمہ حدیث کے اقوال

میں جو جرح مبہم تھی اسکی تفسیر کردی ہے لیکن وہ اپنے دعوے کے اثبات میں کہاں تک کامیاب ہوئے

ہیں یہ فیصلہ تاہنوز محتاج تحقیق ہے۔ آئندہ سطور کا انتظار کریں۔

تصویر کا دوسرا رخ :- علامہ ذہبی نے خود جناب علی المرتضیٰ کے مناقب میں اس روایت سے استناد کیا ہے "تذکرۃ الحفاظ صہ۱۰ ج۱۔ نیز حاکم کے ترجمہ میں خطیب بغدادی کے نظریہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں اما حدیث من کنت مولاہ فلہ طرق جیدۃ وافردت ذالک ایضاً حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے بہت سے طرق جیدہ ہیں میں نے اس پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ تذکرۃ الحفاظ صہ۲۳۱ ج ۳۔

علامہ ابن حجر المکی الہیتمی فرماتے ہیں :-

انہ حدیث صحیح لا مریۃ فیہ وطرقہا کثیر جدا وکثیر من اسانیدھا صحاح او حسان۔

الصواعق المحرقہ صہ۴۲ و صہ۱۲۲ ملخص

بیشک یہ حدیث صحیح اسمیں شک کی بالکل گنجائش نہیں اور اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں اور اسکی بہت سی سندیں صحیح یا حسن درجہ کی ہیں۔

حافظ نور الدین الہیثمی نے مجمع الزوائد جلد تاسع میں عنوان قائم کیا ہے "قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ" اور صہ۱۰۳ سے صہ۱۰۹ تک بہت سی روایات لکھی ہیں اور بہت سی روایات پر صحت کا حکم لگایا ہے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں تحت آیہ یٰاَیُّہَا الرَّسُوْلُ لکھتے ہیں کذا رواہ النسائی باسناد جید قوی رجالہ ثقات وقال الذہبی انہ صحیح عن زید ابن ارقم و عن الذہبی ان (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) متواتر متیقن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالہ واما (اللہم وال من والاہ) فزیادۃ قویۃ الاسناد۔ ترجمہ اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا جس کی اسناد قوی جید ہے اور تمام تر رواۃ ثقہ ہیں۔ علامہ ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث زید ابن ارقم سے پایۂ صحت کو پہنچی ہے اور علامہ ذہبی سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں من کنت مولاہ فعلی مولاہ

متواتر ہے اور یقین کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات کہے ہیں ، اور (اللھم وال من والاہ) کے کلمات کی زیادتی بھی قویۃ الاسناد ہے۔ قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اما ر اللھم وال من والاہ) فکلام صحیح و دعوۃ مجابۃ العواصم من القواصم صہ ۱۹۲ -

حافظ ابن کثیر ارشاد فرماتے ہیں :-

والمحفوظ فی ھذا ما رواہ احمد عن وکیع عن الاعمش عن سعد ابن عبیدہ عن عبد اللہ ابن بریدہ عن ابیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ -

اس سلسلہ میں محفوظ روایت وہ ہے جسے امام احمد نے حضرت بریدہ سے روایت کیا ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ البدایہ والنہایہ صہ ۳۴۳ ج ۷ ، نیز حافظ صاحب موصوف البدایہ والنہایہ صہ ۳۴۶ تا صہ ۳۴۹ میں اور صہ ۲۰۸ تا صہ ۲۱۴ ج ۵ میں اس روایت کی بہت سی سندات بیان کر کے بعض کی تصحیح کی ہے اور بعض کی تحسین کی ہے پھر فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ بھی یہ روایت بعض دیگر صحابہ سے مروی ہے لیکن ان کی اسانید ضعیف ہیں۔ محمد ابن السید درویش صاحب اسنے المطالب لکھتے ہیں :-

رواہ اصحاب السنن غیر ابی داؤد و رواہ احمد وصححوہ وروی بلفظ من کنت مولاہ فعلی ولیہ رواہ احمد والنسائی والحاکم وصححوہ اسنے المطالب صہ ۲۲۱

علامہ عجلونی لکھتے ہیں :-

رواہ الطبرانی واحمد والضیاء فی المختارۃ عن زید ابن ارقم وعلی وثلاثین من الصحابۃ بلفظ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ - فالحدیث متواتر او مشھور

کشف الخفاء ومزیل الالباس صہ ۲۷۴ ج ۲

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

انہ حدیث صحیح لا مریۃ فیہ بل

بعض الحفاظ عدہ متواترا

اس حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں بلکہ بعض حافظان حدیث نے اس کو متواترات میں شمار کیا ہے۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

ایں حدیث صحیح است بیشک روایت کردہ اند آنرا شانزدہ صحابہ وبسیار از اسانید آں صحاح وحسان است (اشعۃ اللمعات صفحہ ۶۶ ج ۴)

سطور مزبورۃ الصدر سے قارئین کرام کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس روایت کے بارہ علمائے اہل السنۃ کی آراء میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے پس راقم السطور کا خیال ہے کہ پوری تنقیح کر کے روایت کی اصل حیثیت کو واضح کر دیا جائے۔ جن لوگوں نے اس روایت کی تضعیف کی ہے ان میں سے مولانا نافع کی ما سوا کسی بزرگوار کی جرح مفسر منقول نہیں ہوئی البتہ مولانا نافع نے کتاب حدیث الثقلین میں بزعم خویش تمام سندات کو جمع کر کے ان پر مفصل طور پر جرح مفسر کی ہے، اسلئے میں بھی اپنی زیر نظر کتاب حدیث الثقلین اور حدیث موالاۃ کی تحقیق کے بعد کتاب حدیث الثقلین پر اپنی طرف سے تبصرہ کروں گا۔

وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی

الا باللہ

سید لعل شاہ بخاری عفا اللہ عنہ

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیّین وسیّد المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین شیدوا الدین لاسیما الخلفاء الراشدین المھدیین اما بعد!

اس حدیث کی تحقیق کے لئے چند تمہیدی مقدمات کا بیان مفید ہوگا۔ اسلئے انہی مقدمات کو بیان کیا جاتا ہے :-

پہلا مقدمہ جاننا چاہیئے کہ اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل الرفض والتشیع کے مابین مسئلہ خلافت میں شدید اختلاف و نزاع چلا آرہا ہے۔ اہل السنۃ کے نزدیک پہلے برحق خلیفہ حضرت ابوبکر الصدیق رضؓ ہیں اور دوسرے خلیفہ امیر المومنین عمر الفاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ انہیں شیخین کہا جاتا ہے۔ تیسرے برحق خلیفہ عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور چوتھے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ۔ ان دونوں کو ختنین کہا جاتا ہے۔ جمہور اہل السنۃ کے نزدیک ان کے مراتب بھی اسی ترتیب سے ہیں البتہ بعض اہل السنۃ حضرت علی المرتضیٰ کو حضرت عثمان ذی النورین پر مقدم سمجھتے ہیں۔ شاید اسی لئے تفضیل الشیخین وحب الختنین اہل السنۃ کا شعار قرار پایا ہے۔

دوسرا مقدمہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک خلیفہ کے تقرر کا حق امت ہی کو تفویض کیا گیا ہے کہ وہ شورے سے اپنی پسند کا خلیفہ منتخب کرے نیز خلافت کے بھی اقسام ہیں اور حصول خلافت کے بھی کچھ ذرائع ہیں "ملخص من منصب امامت وازالۃ الخفا"

تیسرا مقدمہ رافضیوں کا دعویٰ ہے کہ خلافت صرف اہل بیت کا حق ہے اور حضرت علی رضؓ کی خلافت منصوص تھی، وہ خلیفہ بلافصل تھے ان کا حق غصب کر لیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ خلفائے ثلاثہ ان کے نزدیک غاصب تھے العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

چوتھا مقدمہ رافضی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلا فصل کے لئے جو سب سے زیادہ صریح واضح اور بزعم خویش قاطع دلیل پیش کرتے ہیں وہ یہی حدیث موالاۃ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ غدیر خم میں اہل بیت کے حقوق کی وصیت فرمائی اور (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کا فرمان جاری کرکے حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت کا اعلان فرمایا۔ چونکہ لفظ "مولیٰ" لغوی طور پر بہت سے معانی کا محتمل ہے اسلیئے بلا قرینہ واضحہ ان کے مقصد اور دعوے کو ثابت کرنے کے لئے یہ روایت کافی نہیں تھی، فلہذا انہوں نے اس روایت کو اپنے مطلب کیلئے کارآمد بنانے کی غرض سے دو چیزوں کا اضافہ اپنی جانب سے کیا پہلی چیز یہ پیش کی کہ آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت علی رض کی خلافت بلا فصل کا اعلان کریں۔ آنحضور ص نے اس حکم کی تعمیل میں غدیر خم کے مقام پر خطبہ ارشاد فرما اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرما کر حضرت علی رض کی خلافت بلا فصل کا اعلان فرمایا یعنی مولی بمعنے اولی بالتصرف ہے مطلب یہ ہوا کہ جس کا میں حکمران ہوں اسکا علی رض بھی حکمران ہے پھر آیت نازل ہوئی (الیوم اکملت لکم دینکم) کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان سے یعنی علی رض کی خلافت بلا فصل کے اعلان سے دین مکمل ہو گیا یہ دوسرا اضافہ ہے جس کے بغیر رافضیوں کا مطلب پورا نہیں ہوتا۔

سینہ زوری اور بات ہے ورنہ ازروئے لغت خلافت کی بات نہ روایت میں ہے اور نہ آیت میں، اور یہ دونوں آئتیں بر موقعہ غدیر نازل نہیں ہوئیں آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" نو ذی الحجہ عرفہ کے روز مقام عرفات میں نازل ہوئی ہے۔ صحیح بخاری اور دوسری کتابوں کی روایات شاہد ہیں اور آیت "یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک" اس سے بھی پہلے نازل ہو چکی تھی اور اس جگہ مولیٰ کے معنے اولی بالتصرف بھی بوجوہ باطل ہے۔

پانچواں مقدمہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ شوروی خلافت کے قائل تھے، نامزدگی کے سرے سے قائل نہ تھے وہ حتماً جانتے تھے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نامزد نہیں کیا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جب کہا کہ میں بنی ہاشم کی علامات مرگ پہچانتا ہوں، چلیے حضور سے دریافت کر لیں۔ حضرت علی رضؓ نے کہا کہ (لا اسئلھا ابدا) کہ میں کبھی دریافت نہیں کروں گا۔ کیونکہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا تو پھر لوگ کبھی بھی ہمیں خلافت نہیں دیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ نے یہ جو فرمایا کہ "لا اسئلھا ابدا" میں کبھی سوال نہیں کروں گا، یہ اسلئے فرمایا کہ وہ جانتے تھے کہ آنحضور سائل امارت کو امارت نہیں دیتے تھے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے اِنّا لا نُعطی من سالہ و لا من حرصہ ص۱۰۵۰ ج ۲ کہ ہم سائل امارت اور حریص امارت کو امارت نہیں دیا کرتے حضرت عباس رضؓ اور حضرت علی رضؓ کی گفتگو سے یہ حقیقت بھی ظاہر ہوگئی کہ آنحضور نے کسی کو بھی نامزد نہیں کیا تھا ورنہ دریافت کرنے نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ پھر جب آپ پر ابن ملجم خارجی نے قاتلانہ حملہ کیا اور آپ دنیا سے رخصت ہونے کی تیاری کر رہے تھے، آپ سے سوال کیا گیا الا تستخلف۔ کیا آپ اپنا جانشین نامزد نہیں فرماتے۔ فرمایا "ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستخلف" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نامزد نہیں فرمایا تو میں کسطرح نامزد کروں۔ علامہ ابن حجر الھیتمی اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ " واخرج الحاکم و صححہ۔ الصواعق المحرقہ ص۲۷ مسند امام احمد کی روایات میں ہے" قالوا استخلف علینا قال لا و لکن اترککم الی ما ترککم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسند امام احمد ص۱۵۶ ج ۱ و ص۱۳۰ ج ۱

اور اسی طرح مستدرک حاکم اور سنن بیہقی اور دوسری کتابوں میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اہل عراق نے دریافت کیا کہ حضرت حسن رضؓ کو خلیفہ بنالیں تو فرمایا "نعم ان رضیتم" ہاں اگر تم راضی ہو۔ یعنی خلیفہ نامزد نہیں کیا جا سکتا۔ قوم اپنی مرضی سے منتخب کر سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نامزدگی کے

سرے سے قائل ہی نہیں تھے، اسلئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نامزد نہیں فرمایا تھا۔ خود شیعہ کی کتابوں میں حضرت علی المرتضیٰ کا وہ مکتوب درج ہے جو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا۔

اِنَّہٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا	بیشک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے
اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلٰی مَا	جنہوں نے ابوبکر، عمر، عثمان کی بیعت کی ہے
بَایَعُوْہُمْ اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُھَاجِرِیْنَ	اور اسی بات پر کی ہے جس پر ان کی بیعت کی
وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی	ہے بیشک شوریٰ کا حق مہاجرین اور انصار کو
رَجُلٍ وَسَمُّوْہُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ	ہے جب وہ کسی شخص پر مجتمع ہو جائیں اور اسکا
رِضًی (نہج البلاغہ مترجم ص۶۱۸)	نام امام رکھ دیں تو اسمیں اللہ کی رضا ہوتی ہے۔

اس مکتوب سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ شوریٰ کے قائل تھے وہ اپنی امامت کو برحق سمجھتے تھے کہ شوریٰ سے طے ہوئی تھی، جیسے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم برحق امام تھے کیونکہ ان پر مہاجرین و انصار مجتمع ہوئے تھے۔

چھٹا مقدمہ

بیسیوں روایات حضرت علی المرتضیٰ سے مروی ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ "خیر ھذہ الامۃ" ابوبکر، ثم عمر رضی اللہ عنہما اور ان لوگوں کے لئے تعزیر کا اعلان فرمایا جو انہیں ابوبکر اور عمر سے افضل جانیں۔

انہوں نے اپنے عہد خلافت میں باوجود اختلاف رائے کے ان فیصلوں کو برقرار رکھا جو ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اپنے ایام خلافت میں کئے تھے۔

ان جملہ شواہد کے پیش نظر ہم نہایت تحدی سے کہہ سکتے ہیں کہ اہل رفض والتشیع کا استدلال حدیث موالاۃ سے حضرت علی کی خلافت بلافصل پر کچے تاگے سے بھی زیادہ کچا اور تار عنکبوت سے بھی زیادہ ناپائیدار ہے اور خود جناب علی المرتضیٰ کے نظریہ کے بھی برخلاف ہے۔

وہ حب علی کے دعویدار ہیں، لیکن اتباع علی سے کوسوں دور ہیں، وہ باطل موضوع اور

من گھڑت افسانوں سے خلفا ثلاثہ کو غاصب اور دیگر صحابہ کو مردود قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں
جس کی زد میں خود حضرت علی المرتضےٰ بھی آجاتے ہیں علمائے اہل السنۃ نے رافضیوں کے استدلال
اور ان کے من گھڑت افسانوں کی نہایت شدت و قوت سے تردید کی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا
عبدالحی صاحب لکھتے ہیں "اما قصہ" من کنت مولاہ فعلی مولاہ" اگرچہ صحیح است لیکن درآں ذکر
خلافت نیست ، مولا بمعنے ناصر و محب و مقتدے آمدہ است ایں قدر عاقل را کافیست

(مجموعۃ الفتاوی مولانا عبدالحی صـ ۲۵۹)

مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی شیخ الحدیث تحریر فرماتے ہیں :-

آپ نے غدیر خم پر (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے) ایک خطبہ دیا جس میں یہ ارشاد
فرمایا کہ میں ایک بشر ہوں ممکن ہے کہ عنقریب میرے پروردگار کی طرف سے کوئی قاصد مجھے بلانے
کے لئے آجائے اور میں اس دعوت کو قبول کروں۔ اشارہ اس طرف تھا کہ وفات کا زمانہ قریب
آگیا ہے۔ بعد ازاں اہل بیت کی محبت کی تاکید فرمائی اور حضرت علی کی نسبت فرمایا من کنت
مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے خطبہ کے بعد
حضرت عمرؓ نے حضرت علی کو مبارکباد دی اور حضرت بریدہ کا قلب بھی آپ سے صاف ہوگیا
اور جو کدورت تھی وہ زائل ہوئی اس خطبہ اور ارشاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ
بتلانا تھا کہ حضرت علی اللہ کے محبوب اور مقرب بندہ ہیں، ان سے اور میرے اہل بیت سے محبت
رکھنا مقتضائے ایمان ہے اور ان سے بغض اور عداوت یا نفرت اور کدورت سراسر مقتضائے
ایمان کے خلاف ہے، حدیث کا مقصد فقط حضرت علی کی محبت کا وجوب اور اسکی فرضیت
بیان کرنا ہے، امامت اور خلافت سے کوئی تعلق نہیں اور معمولی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ محبت
اور خلافت میں زمین و آسمان کا فرق ہے، محبت اور خلافت میں تلازم نہیں کہ جس سے
محبت ہو وہ خلیفہ بلا فصل بھی ہو (سیرۃ المصطفےٰ صـ ۱۸۶ ج ۳)

اسی طرح حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں رافضیوں کے انہی

اضافوں کی بھرپور تردید کی ہے اصل روایت کی تضعیف نہیں کی۔ پھر فرمایا کہ علامہ آلوسی نے روح المعانی میں نہایت تفصیل سے اس کی تحقیق کی ہے وہیں دیکھ لی جائے (بیان القرآن ص

علامہ آلوسی نے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اصل روایت "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کی تصحیح کی ہے اور اہل الرفض کے اضافات موضوعہ اور استدلالات نامعقولہ کا رد فرمایا ہے جو انہوں نے اپنی اغراض فاسدہ اور مقاصد باطلہ کے تحت اصل روایت کے ساتھ پیوست کر دیئے تھے حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ امداد الفتاوی ص ۳۲ ج ۴ اور ص ۲۱ ج ۴ میں اصل روایت کو برقرار رکھا ہے اور روافض کے من گھڑت افسانوں کو باطل ٹھہرایا معلوم ہوا۔ مولانا تھانوی سے متعلق مولانا ناقع کا بیان صحیح نہیں۔ قارئین کی مغالطہ اندازی کے لئے انہوں نے اس انتساب میں فعل شنیع کا ارتکاب کیا ہے ہو سکتا ہے دوسرے بزرگوار کا معاملہ بھی ایسا ہی ہو۔

حافظ ابن حجر مکیؒ کا قول جو مولانا احتشام الدین صاحب اور ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اس حدیث میں قدح کرنیوالوں کی ایک جماعت ہے۔ الخ سو یہ صحیح ہے مگر حافظ صاحب موصوف نے اس روایت کی تصحیح فرمائی ہے طاعنین اور قادحین کی سختی سے تردید کی ہے۔ جیسا کہ ہم ان کی رائے بحوالہ الصواعق المحرقہ ص ۲۵ ذکر کر چکے ہیں۔

مولانا احتشام الدین صاحب کا یہ کہنا کہ امام نسائی نے اس روایت کو نقل نہیں کیا یہ بھی واقع کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے نیز علامہ آلوسی اور ابن حجر مکی کے اقوال میں قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں۔

علامہ خالد محمود نے امام ابن تیمیہ کی طرف جو اس قول کی نسبت کی ہے "خلا یصح من طریق الشقات اصلا" تو یہ نسبت بھی صحیح نہیں ہے۔ انہوں نے ابن حزم کا قول نقل کیا ہے۔ خود حافظ ابن تیمیہ بھی شاید حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ

کو ضعیف حسن درجہ کی سمجھتے ہیں مسلم کی روایت حدیث ثقلین کی تصحیح کرتے ہیں اور ترمذی کی روایت کے یہ الفاظ "عترتی داھلی بیتی" کو موضوع کہتے ہیں، جو حجۃ الوداع کے خطبہ میں وارد ہیں۔ نیز "اللھم دال من والاہ" کے اضافے کو بھی محض کذب گمان کرتے ہیں

منہاج السنۃ ص۸۵ ج ۴

بیشک انہوں نے اس روایت کے بارہ میں تفریط سے کام لیا ہے۔ جو ان جیسے محقق امام کے شایانِ شان نہیں ہے۔ بہرحال جس شخص نے بھی قدح کی ہے وہ مبہم ہے مفسر نہیں اور بہت سے اکابر اہل السنۃ نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔ بہر صورت و بہر تقدیر خطبہ غدیر سنی شیعہ کی آویزش سے بے توقیر ہو کر رہ گیا ہے۔

خطبہ غدیر خم کا پس منظر

اہل سنت کے نزدیک اس خطبہ کا پس منظر وہ نہیں ہے جو رافضی بیان کرتے ہیں۔ بلکہ راویانِ حدیث نے خود اس کا پس منظر بیان کر دیا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے :-

عن عبداللہ ابن بریدۃ عن ابیہ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیاً الی خالدٍ لیقبض الخمس وکنت ابغض علیاً وقد اغتسل فقلت لخالدٍ الاتری الی ھذا۔ فلما قدمنا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکرت ذالک لہ فقال یا بریدۃ اتبغض علیاً فقلت نعم قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذالک صحیح بخاری ص۶۲۳ ج ۲

حضرت عبداللہ ابن بریدہؓ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو خالد کی طرف بھیجا تا کہ وہ خمس کو قبض کریں۔ اور علی نے غسل کیا پس میں نے خالد کو کہا تو نہیں دیکھتا اس کیلئے پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اے بریدہ تو علی کو مبغوض جانتا ہے۔ پس میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اسے مبغوض نہ جان کیونکہ اس کا حصہ خمس میں اس سے زائد ہے۔

یہی وہ واقعہ ہے جس سے متاثر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ غدیر خم ارشاد فرمایا چنانچہ ملا علی القاری فرماتے ہیں۔ اصلہ فی الصحیح مرقاۃ ص ۲۴۱ ج ۲ کہ روایت کا اصل پس منظر صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ صحیح بخاری ص ۶۲۳ ج ۲

امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ وہ اس قسم کے اوقات میں اجمال سے کام لیتے ہیں ورنہ حدیث ثقلین مسلم کی روایت ہے اور مسند امام احمد و نسائی اور خصائص میں حضرت بریدہ سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے الفاظ مروی ہیں جیسا کہ ہم آگے چل کر ذکر کریں گے۔ کاش امام بخاری پوری تفصیل سے روایت بیان کر دیتے تو ہمیں دوسری طرف رجوع نہ کرنا پڑتا۔ امام بخاری نے ضعیف سمجھ کر خطبہ غدیر کو ترک نہیں کیا بلکہ آپکا رجحان طبعی ہے کہ وہ اس قسم کی بحث میں تفصیل سے اجتناب کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے اپنی صحیح میں اس روایت کا تذکرہ کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے مروان بن الحکم کو یزید کی بیعت ولایت عہد کے متعلق لکھا تو مروان نے خطبہ میں یزید کا تذکرہ کیا اور کہا کہ امیر المومنین کا خیال ہے کہ یزید کو ولی عہد مقرر کر دیں تو حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر اٹھ کھڑے ہوئے "فقال عبدالرحمن ابن ابی بکر شیئاً" مروان نے کہا "خذوہ" اسے پکڑ لو ہنگامہ بپا ہو گیا اور عبدالرحمن ام المومنین حضرت عائشہ طیبہ و طاہرہؓ کے گھر چلے گئے۔ صحیح بخاری ص ۷۱۵

امام بخاری نے شیئا کا لفظ بول کر بات کو مجمل اور مبہم کر دیا۔ ورنہ دوسری روایات میں وہ الفاظ موجود ہیں "اھرقلیۃ ھذا آیایہ ھرقلیۃ" ہے کہ باپ بیٹے کو نامزد کر دے۔ بعینہ اسی طرح حدیث الباب میں امام بخاری نے وہی روش اختیار کی۔

حضرت بریدہؓ کو "لا تبغضہ" فرمانے کے بعد حضورؐ نے محسوس کیا کہ شاید بعض قلوب میں بغض علی موجود ہے اور ہو سکتا ہے معاملہ بتدریج بڑھ نہ جائے، تو ضرورت محسوس کی ایک طویل خطبہ میں اہل بیت کے حقوق کے تحفظ کی وصیت فرمائیں اور خاص طور پر علی المرتضیٰ کی منقبت ایسے انداز میں فرمائیں کہ دلوں کی کدورتیں دھل جائیں، اور حب علی قلب و جگر کی گہرائیوں میں اتر جائے۔

غزوہ خیبر میں حضرت علی کے حق میں فرمایا تھا "یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ" صحیح بخاری صفحہ ۶۰۵ ج ۲ کہ علیؓ اللہ اور اس کے رسول کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔ محبوبیت علی کی اس شان کے باوجود بھی حضرت بریدہؓ اور بعض دیگر صحابہ کا اعتراف موجود ہے کہ وہ علیؓ کو مبغوض رکھتے تھے۔ اسی خطبہ سے ان کے قلوب صاف ہو کر حب علی سے معمور ہو گئے تاہم امت میں ایسے افراد بھی موجود تھے جن کے دلوں کے آئینے اس خطبہ کے باوجود مکدر رہے۔

خوارج کا بیڑا آنحضورؐ کی پیشگوئی کے مطابق عداوت علی کی وجہ سے غرق ہوا ایسا وقت بھی امت پہ آیا ہے کہ حضرت علی المرتضےٰ کو برملا سب وشتم کیا جاتا تھا۔ اس قسم کے لوگ بھی برسر اقتدار آئے جن کے خوف سے حضرت علی المرتضےٰ کا نام لینا بھی دشوار ہو گیا تھا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے رسول اللہؐ کو دیکھا نہیں ہے۔ پھر آپ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کہتے ہیں۔ فرمانے لگے اے عزیز بھتیجے میں ایسے زمانے میں ہوں یعنی حجاج بن یوسف کے اقتدار کا زمانہ جس میں علی ابن طالب کے ذکر کی استطاعت نہیں رکھتا پس جہاں براہ راست نبی علیہ السلام کی طرف نسبت کردوں سمجھ لے کہ وہاں علی ابن ابی طالب سے سنکر میں نے روایت کی ہے۔ غیرانی لا استطع ان اذکر علیا مقدمہ مراسیل ابی داؤد ص ۲

خلاصہ تذہیب الکمال فی اسماء الرجال ص ۶۶ الکواکب الدری ص ۱۰۱ متن وحاشیہ

تمہید عبدالشکور میں مذکور ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اہل شام ہمیں اس لئے مبغوض سمجھتے ہیں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں لو کنا حضورا لکنا نعین علیاً علی معاویہ۔ اگر ہم بر موقعہ حاضر ہوتے تو حضرت علیؓ کی اعانت کرتے۔ حضرت معاویہؓ کے خلاف تمہید ص ۱۸۳

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حب آل بیت کی وجہ سے رافضی ہونے کا

فتویٰ لگایا گیا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں :-

لو کان الرفض حب آل محمد ۔ فلیعلم الثقلان انی رافضی

امام نسائی کی موت کا واقعہ تاریخ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ مناقب علی کے بیان کی پاداش میں شہید کئے گئے ۔

حاکم صاحب مستدرک پر تشیع کا الزام حدیث موالاۃ کے بیان کرنے پر لگایا گیا۔

اور آج بھی کتنے ہیں جو حب علی کو مقصدِ ایمان بھی کہتے ہیں اور حدیث موالاہ کو موضوعات شیعہ سے شمار کرتے ہیں (وھذا العمری من الصنیع بدیع)

حال ہی میں ایک محقق کا مضمون ماہنامہ الحق میں شائع ہوا جس کا عنوان تھا جشن غدیر کی حقیقت۔ انہوں نے لکھا کہ (فرقہ اثنا عشریہ کے مجتہدین اور کتابیں دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نے غدیر خم نامی مقام پر قیام فرمایا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرما کر حضرت علی کی خلافت کی بیعت کرائی) ملخص

بوجوہ ذیل یہ واقعہ کبھی واقع نہیں ہوا۔ اور اس کے محض فرضی اور عبداللہ ابن سبا کے ایک کامیاب حلے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان آج تک کوئی منزل غدیر خم نام کی نہیں ہے

ڈوبنا ہو جنہیں وہ ڈوب جاتے ہیں کنارے پر

مولانا عبدالحلیم صاحب نے واقعہ غدیر خم کا انکار کر کے تاریخ عالم میں کوئی نئی اور عجیب مثال پیش نہیں کی۔ اس سے بھی عجیب تر مثالیں ملتی ہیں۔ اپنے مدعا کے خلاف دلیل کی قوت سے مرعوب ہو کر کسی چیز کی واقعیت سے انکار کر دینا مغلوب الغضب مقھور الحجہ اور مسلوب البصیرۃ ہونیکی علامت ہے اور اس کے بکثرت نظائر موجود ہیں۔ ایک گروہ نے واقعہ جمل وصفین کا سرے سے انکار کر دیا۔ مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں۔ شرح مواقف مقصد سابع میں ہے :-

اماَّ الفتن والحروب الواقعة بین الصحابه فالشامیة انکروا وقوعها ولاشک انه مکابرة التواتر فی قتل عثمان وواقعة الجمل والصفین۔

سو وہ فتنے اور جنگیں جو صحابہ کے درمیان واقع ہوئے تو فرقہ شامیہ نے ان کے وقوع ہی کا انکار کر دیا اور کوئی شک نہیں کہ حضرت عثمان کی شہادت اور واقعہ جمل و صفین جس تواتر سے ثابت ہے یہ اس کا بے دلیل انکار ہے۔

شرح مواقف طبع مصر ص ۳۷۴

فالشامیہ انکروا فرقہ شامیہ نے انکار کیا ہے سہو قلم کا نتیجہ ہے ہمارے پاس جو نسخہ ہے اس میں یہ الفاظ ہیں (فالهشامیه من معتزلة انکروا وقوعها) معتزلہ میں سے ہشامیہ فرقہ نے ان واقعات کا سرے سے انکار کیا ہے۔ شرح مواقف ص ۷۴۵ اور یہی صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں :-

قد حکی عیاض عن هشام وعباد انهما انکرا وقعة الجمل اصلاً و راساً (التلخیص الحبیر ص ۳۴۷)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے ہشام اور عباد سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے واقعہ جمل کا سرے سے ہی انکار کر دیا ہے۔

ڈاکٹر طہٰ حسین اور نیاز فتحپوری نے عبداللہ ابن سبا کی شخصیت سے انکار کر دیا ہے۔ چنانچہ نیاز فتح پوری عباسی صاحب کی کتاب خلافت معاویہؓ ویزید پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اسی بنا پر ڈاکٹر طہٰ حسین نے لکھا ہے :-

ابن السوداء لم یکن الا وهما کہ عبداللہ ابن سبا جسے ابن السوداء کہا جاتا ہے ان کا کوئی وجود بالفعل نہ تھا سوائے وہم کے معلوم ایسا ہوتا ہے ابن السوداء کا وجود اہل تشیع کے مخالفین کا پیدا کیا ہوا تھا اور اس سے مقصود یہ تھا کہ شیعیت میں عنصر یہودیت کا شمول ظاہر کر کے اسے مطعون کیا جائے۔ (خلافت معاویہ یزید پر تبصرہ ص ۲۴)

محمود عباسی نے مقام المحبوب کا سرے سے انکار کیا ہے۔
نیز عمار ابن یاسر رض کی شہادت فی الصفین کا بھی انکار کیا ہے۔
اور حضرت حسین رض کے سر کا تن سے جدا کئے جانے کا بھی انکار کیا ہے۔ حالانکہ یہ امور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔

پرویز صاحب فرماتے ہیں کہ (قربانی کا لفظ بھی قرآنی نہیں) قوت استدلال ملاحظہ فرمائیں یعنی نماز لفظ غیر قرآنی ہو تو فرضیت نماز قرآن سے ثابت نہ ہو گی لیکن ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ قربانی کا لفظ بھی قرآنی ہے اذ قربا قربانا الخ حتے یاتینا بقربان تاکله النار کتنے دھڑلے سے پرویز صاحب نے قرآن کی دو آیتوں کا انکار کر دیا ہے۔

بیکانیر کے ایک گروہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ہی سرے سے انکار کر دیا۔
مولانا عبدالحی صاحب اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں :۔
الاستفتاء۔ شہر بیکانیر میں ایک گروہ کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین نہیں تھے وہ آسمان سے بھیجے گئے تھے اور یہ گروہ میلاد کرنیوالوں سے پرہیز کرتا ہے۔
مجموعۃ الفتاویٰ ص

بلا ریب اس گروہ نے احادیث چھوڑ قرآن کی متعدد آیات کا انکار کر ڈالا جب ایسے مفلوج الدماغ دنیا میں موجود ہیں تو مولانا عبدالحکیم نے اگر صحیح مسلم، مسند امام احمد، سنن نسائی ابن ماجہ اور دیگر کتب احادیث و تفاسیر و تواریخ و لغات کی تصریحات کے علی الرغم غدیر خم کا انکار کر دیا تو کیا ہوا۔ کذالک قال الذین من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم قد بینا الآیات لقوم یوقنون۔

صحیح مسلم کی روایت حدیث الثقلین

حدثنی یزید بن حیان قال انطلقت انا وحصین وعمرو بن مسلم الی زید بن ارقم فلما جلسنا الیه قال حصین لقد لقیت یا زید خیرا کثیرا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا یا زید ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ قال یا ابن اخی واللہ لقد کبرت سنی وقدم عہدی ونسیت بعض الذی کنت اعی فما حدثتکم فاقبلوہ وما لا فلا تکلفونیہ ثم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فینا خطیباً بماءٍ یدعی خما بین مکہ والمدینہ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایها الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ اھل بیتی۔

(الصحیح لمسلم ص ۲۷۹ ج ۲)

یزید ابن حیان حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں اور حصین اور عمرو بن مسلم زید بن ارقم کے پاس آئے جب ہم بیٹھ گئے تو حصین نے انہیں کہا اے زید آپ نے خیر کثیر کو پایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اے زید ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جو آپ نے ان سے سنی ہے سنائیں انہوں نے فرمایا اے بھتیجے میری عمر زیادہ ہو گئی ہے اور زمانہ گزر گیا ہے میں بعض یادداشتوں کو بھول گیا ہوں پس جو بیان کروں اسے قبول کرلو اور جو نہ بیان کروں اس کی تکلیف نہ دو۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کھڑے ہوئے ہم میں خطبہ دیتے تھے پانی کے کنارے جسے خم کہا جاتا ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان پس اللہ کی حمد بیان کی اور ثنا کہی اور وعظ اور تذکیر کی اس کے بعد فرمایا اما بعد خبردار اے لوگو! بیشک میں ایک انسان ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا فرستادہ میرے پاس آئے اور میں اجابت کروں (یعنی میری رخصت کا وقت قریب آگیا ہے) اور میں تمہارے اندر دو وزندار چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک ان میں سے اللہ کی کتاب ہے اس میں ہدایت اور نور ہے پس پکڑو اللہ کی کتاب کو تمسک کرو ساتھ اس کے پس برانگیختہ کیا اللہ کی کتاب پر اور ترغیب دی اس میں اور پھر فرمایا اہل بیتی میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارہ میں تذکیر کرتا ہوں میں تمہیں اہل بیت کے بارہ میں تذکیر کرتا ہوں۔

مسلم کی اس روایت میں جن دو وزن دار چیزوں کا تذکرہ ہے ایک ان میں اللہ کی کتاب قرآن عزیز ہے خود آنحضور کے الفاظ ہیں اولھا کتاب اللہ دوسرا ثقل تو بظاہر معلوم ہوتا ہے واھل بیتی حضور فرماتے ہیں کہ وہ میرے اہل بیت ہیں البتہ یہاں ثانیھما کا لفظ روایت میں مذکور نہیں۔ مگر (واہل بیتی) میں واو عاطفہ قرینہ ہے کہ ثانیہما محذوف ہے کیونکہ اس کا عطف کتاب اللہ پر ہے جب کتاب اللہ ثقل اول ہے تو دوسرا ثقل اہل بیت ہی ہوں گے۔ چنانچہ محدثین کرام نے تصریح کی ہے کہ ثانیہما اہل بیتی کہ دوسرا ثقل اہل بیت ہیں۔

سنن ابن ماجہ کی روایتیں

ابن ماجہ کی پہلی روایت (حدیث موالاۃ)

حدثنا علی ابن محمد ثنا ابو الحسن اخبرنی حماد ابن سلمہ عن علی ابن زید ابن جدعان عن عدی بن ثابت عن البراء ابن عازب

قال اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجتہ التی حج فنزل فی بعض الطریق فامر الصلوۃ جامعۃ فاخذ بید علی فقال الست اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی قال فھذا اولی من انا مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

(سنن ابن ماجہ ص۱۲)

روایت ہے براء ابن عازب سے فرماتے ہیں کہ ہم آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سال میں جس میں حضور نے حج کیا پس آپ نے راستہ میں نزول فرمایا اور حکم دیا کہ الصلوۃ جامعۃ پھر آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کیا میں "اولی بالمومنین من انفسہم" نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں پس فرمایا یہ (یعنی علی) ولی ہیں اس شخص کے جس کا میں مولا ہوں۔ اے اللہ دوست رکھ اسکو جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اس سے دشمنی رکھے۔

رواۃ کا تعارف: علی ابن محمد ابو الحسن نہایت ثقہ راوی ہیں۔ تقریب ص۲۴۶ تذکرہ ص۲۹ ج ۲
حماد ابن سلمہ۔ صحیحین کا راوی ہے (کتاب الجمع بین رجال الصحیحین ص۱۰۳)

علی ابن زید ابن جدعان۔ صحیح مسلم کا راوی ہے (کتاب الجمع ص۳۵۸)

عدی بن ثابت۔ صحیحین کا راوی (کتاب الجمع ص۳۹۸)

براء ابن عازب رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔

اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے عن عفان عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید روایت کیا ہے۔ مسند احمد ص۲۸۱ ج ۴۔

نیز عبدالرزاق نے معمر عن علی ابن زید ابن جدعان روایت کیا ہے البدایہ والنہایہ ص۳۴۹ ج ۷،

پس یہ روایت صحیح علی شرط مسلم ہے۔

تنبیہ اول :- علی ابن زید بن جدعان میں قدرے ضعف ہے مگر تاہم مسلم کا راوی ہے۔

نیز اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے علی بن ہارون عن عدی ابن ثابت عن البراء بن عازب روایت کیا ہے جس سے روایت کی مزید تقویت ہو جاتی ہے۔

ایضاً یہ روایت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

موسیٰ بن عثمان بن ابی اسحاق عن براء بن عازب رض البدایہ والنہایہ ص۳۴۷ ج ۷،

فازدادت الروایۃ قوۃً پس روایت قوت میں اور زیادہ بڑھ گئی۔

تنبیہ ثانی : اس روایت میں (اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ) کے الفاظ موجود ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ امام ابن تیمیہ کا یہ قول کہ اما الزیادۃ وھی اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

فلاریب انہ کذب (بعید عن الحق ہے۔

تعجب ہے امام ابن تیمیہ پر کہ اس زیادتی کو کذب کہتے ہیں حالانکہ خود علی ابن زید کی ایک روایت سے استناد کرتے ہیں دیکھئے منہاج السنۃ ص۱۳۸ ج ۱

(وھذا لعمری من الصنیع بدیع)

سنن ابن ماجہ کی دوسری روایت : (حدیث موالاۃ)

عن علی ابن محمد حدثنا ابو معاویہ حدثنا موسےٰ بن مسلم عن ابن سابط وھو عبد الرحمٰن عن سعد بن وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ مقتبس من حدیث طویل۔ سنن ابن ماجہ ص ۱۲

رواۃ کا تعارف : علی ابن محمد راوی نہایت ثقہ ہے تذکرۃ الحفاظ ص ۲۹ ج ۲ و تقریب ص ۲۴۸

ابو معاویہ ۔ صیحین کا راوی ہے۔ کتاب الجمع ص ۴۳۷ ج ۲

موسےٰ بن مسلم ۔ یہ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کا راوی اور ثقہ ہے۔ وثقہ ابن معین وغیرہ ۔ میزان ص ۲۲۲ ج ۲

عبد الرحمٰن بن سابط ۔ صیحح مسلم کا راوی ہے کتاب الجمع ص ۲۹۷ ج ۱

سعد بن ابی وقاص صحابی ہیں۔ سابق الاسلام ہیں اور عشرہ مبشرہ کے فرد ہیں اور شوریٰ کے رکن ہیں پس ابن ماجہ کی یہ روایت بھی قطعاً صحیح ہے۔ علامہ الھیثمی نے حضرت سعد ابن ابی وقاص کی اس روایت کے متعلق لکھا ہے۔ رواہ البزار ورجالہ ثقات ۔ مجمع الزوائد ص ۱۰۷ ج ۹

پس ثابت ہوا کہ ابن حزم کا یہ قول "لا ثیبت بطریق الثقات اصلا" ابعد عن الحق ہے

جامع ترمذی کی روایات

جامع ترمذی کی پہلی روایت : (حدیث ثقلین)

علی ابن منذر الکوفی حدثنا محمد بن فضیل اخبرنا اعمش عن عطیہ عن ابی سعید الخدری رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی الخ ہذا حدیث حسن غریب ۔ اس روایت میں عطیہ عوفی راوی مختلف فیہ ہے لہذا یہ روایت ضعیف ہے ۔ پایہ صحت کو نہ پہنچ سکی ۔ مگر تاہم حسن ہونیکی وجہ سے مناقب کے باب میں قابل پذیرائی ہے ۔

جامع ترمذی کی دوسری روایت : (حدیث ثقلین)

عن علی ابن المنذر کوفی حدثنا محمد بن فضیل اخبرنا الاعمش عن حبیب

بن ابی ثابت عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین الخ

رواۃ کا تعارف: علی ابن المنذر ترمذی نسائی ابن ماجہ کا راوی ہے۔ صدوق یتشیع تقریب ص۲۸۴

قال ابن ابی حاتم صدوق ثقۃ وقال النسائی شیعی محض ثقۃ — میزان الاعتدال ص۱۵۷ ج۳

محمد فضیل۔ یہ صحیحین کا راوی ہے۔ — کتاب الجمع بین رجال الصحیحین ص۴۴۲

الاعمش۔ یہ بھی صحیحین کا راوی ہے۔ " " " " ص۱۷۹

حبیب ابن ابی ثابت۔ یہ بھی صحیحین کا راوی ہے۔ " " " " ص۹۷

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

اس روایت میں علی بن المنذر کے علاوہ جملہ رواۃ صحیحین کے راوی ہیں اور علی بن منذر کی صداقت وثقاہت مسلم ہے البتہ متشیع ہے اور متقدمین کے ہاں محض تشیع جرح نہیں ہے۔ رفض جرح ہے فلہذا ترمذی کی یہ روایت صحیح ہے۔

جامع ترمذی کی تیسری روایت: (حدیث موالاۃ)

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر محمد بن جعفر حدثنا شعبہ حدثنا سلمہ بن کہیل سمعت ابا الطفیل یحدث عن ابی السریحہ او زید بن ارقم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ الخ

رواۃ کا تعارف: محمد بن بشار صحیحین کا راوی ہے۔ — کتاب الجمع ص۴۳۵ ج۲

غندر محمد بن جعفر " " " — ص۴۳۶ ج۲

شعبہ " " " — ص۲۱۸ ج۱

سلمہ بن کہیل " " " — ص۱۹۰ ج۱

ابو الطفیل ابو سریحہ اور زید بن ارقم صحابہ ہیں۔

پس ترمذی کی یہ روایت قطعاً صحیح ہے اور علی شرط الشیخین ہے۔

چنانچہ حاکم نے مستدرک میں اس روایت کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔ مستدرک حاکم صفحہ ۱۰۹ ج ۳
لیکن امام ترمذی نے اس روایت کی تحسین کی ہے۔ تصحیح نہیں کی۔
حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ امام ترمذی نے اسی سند کے ساتھ مروی ایک دوسری روایت کی تصحیح کی ہے
البدایہ والنہایہ ج ۵

امام ذہبی لکھتے ہیں :-

حسنہ الترمذی ولم یصححہ لان شعبۃ رواہ عن میمون ابی عبداللہ عن زید بن ارقم والظاہر انہ عند شعبۃ من الطریقین والاول رواہ البندار عن غندر

(تاریخ الاسلام ذہبی ج ۲ صفحہ ۱۹۶)

امام ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے تصحیح نہیں کی کیونکہ شعبہ نے اس روایت کو میمون ابی عبداللہ سے روایت کیا ہے اور میمون ابی عبداللہ مختلف فیہ راوی ہیں لہذا امام ترمذی سمجھے کہ شاید راوی نے میمون کی بجائے سلمہ بن کہیل کا ذکر کر دیا ہے پس یہ روایت پر حسن ہونے کا حکم لگا دیا۔ لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت شعبہ کے پاس دو طریقوں سے ثابت ہے۔

مقصد یہ ہے کہ یہ روایت صحیح ہے اور وہ دوسری میمون والی روایت بھی حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہو گئی کیونکہ اسکی تقویت اس صحیح روایت سے ہو جاتی ہے۔

جامع ترمذی کی چوتھی روایت : (حدیث موالاۃ)

حدثنا قتیبۃ ابن سعید حدثنا جعفر ابن ابی سلیمان عن یزید الرشک عن مطرف ابن عبداللہ۔

عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشا قد استعمل علیہم علی بن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاھد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر حضرت علی کو سردار مقرر کیا پس وہ ایک دستہ میں چلے پس ایک لونڈی (جو غنیمت کے مال سے تھی) سے جماع کیا پس صحابہ نے اس پر نکیر کی اور چار صحابہ نے عہد کیا کہ جب حضور سے ملیں گے تو علی کی شکایت

اذا لقینا رسول الله صلی الله علیه وسلم
اخبرناه بما صنع علی فكان المسلمون
اذا رجعوا من السفر بدءوا برسول الله
صلی الله علیه وسلم فسلموا علیه ثم انصرفوا
الی رحالهم فلما قدمت السریة سلموا
علی النبی صلی الله علیه وسلم فقام احد الاربعة
فقال یا رسول الله صلی الله علیه وسلم الم
تر الی علی بن ابی طالب صنع كذا كذا فاعرض عنه
رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قام الثانی
فقال مثل مقالته فاعرض عنه ثم قام الثالث
فقال مثل مقالته فاعرض عنه فقام الرابع
فقال مثل ما قالوا فاعرض فاقبل الیهم رسول
الله صلی الله علیه وسلم والغضب یعرف فی
وجهه فقال ما تریدون من علی ما تریدون
ما تریدون من علی ان علیا منی وانا منه
وهو ولی كل مومن بعدی۔
هذا حدیث حسن غریب لا نعرفه الا
من حدیث جعفر بن ابی سلیمان

کریں گے کہ علی نے یہ کچھ کیا ہے اور مسلمان جب
سفر سے لوٹتے تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ملاقات کرتے اور سلام کہتے پھر اپنے گھروں
میں جاتے۔ جب وہ دستہ لوٹا تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو سلام کیا۔ پس ایک صحابی ان چار
میں سے کھڑا ہوا اور کہا آپ نہیں دیکھتے۔ کہ
علی نے ایسے ایسے کیا۔ آپ نے اعراض فرمایا
تو دوسرا کھڑا ہوا۔ اس نے بھی وہی گفتگو
کی۔ آپ نے اعراض فرمایا۔ پس
تیسرا کھڑا ہوا اس نے بھی وہی مقالہ دہرایا
آپ نے اعراض فرمایا پس چوتھا کھڑا ہوا اس
نے بھی وہی کہا جو پہلوں نے کہا تھا۔ پس
حضور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور غضب آپ
کے چہرے سے پہچانا جاتا تھا۔ فرمایا تم علی سے
کس چیز کا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کس چیز کا ارادہ
کرتے ہو تم علی سے کیا چاہتے ہو علی مجھ سے ہے اور میں
علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔
یہ روایت حسن غریب ہے جعفر ابن ابی سلیمان کے سوا
کسی دوسرے راوی نے اسے روایت نہیں کیا۔

نسائی کی روایات

السنن الکبریٰ کی روایت
(حدیث الثقلین والموالاۃ)

محمد بن المثنیٰ عن یحییٰ بن حماد عن ابی معاویہ عن الاعمش عن حبیب ابن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم ۔

قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع ونزل بغدیر خم امر بدوحات فقمن. ثم قال کانی قد دعیت فاجبت وانی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال اللہ مولای وانا ولی کل مومن. ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ الخ

(البدایہ والنہایہ ص ۲۰۹ ج ۵)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے غدیر خم پر نزول فرمایا اور درختوں کے جھنڈ کے نیچے صفائی کا حکم دیا اور وہ جگہ صاف کی گئی تو فرمایا گویا مجھے دعوت دی گئی ہے اور میں نے اجابت کر لی یعنی میری رحلت کا وقت آگیا ہے اور میں تم میں دو وزن دار چیزیں چھوڑ چلا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد اہل بیت پس تم دیکھو کہ تم میرے پیچھے ان کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو یہ دونوں باہم رہیں گی جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملاقات کریں گی اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں یہ اس کا ولی ہے اے اللہ تو دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے ۔

رواۃ کا تعارف :-

محمد بن المثنیٰ ۔ یہ صحیحین کا راوی ہے ۔ کتاب الجمع ص ۴۵۱ ج ۲

یحییٰ ابن حماد یہ صحیحین کا راوی ہے " " ص ۵۵۹ ج ۲

ابو معاویہ یہ صحیحین کا راوی ہے ۔ " " ص ۴۳۷ ج ۲

الاعمش ۔ یہ صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ص۱۷۹ ج ۱

حبیب بن ابی ثابت۔ یہ صحیحین کا راوی ہے " " ص۱۱۳ ج ۱

ابو الطفیل و زید بن ارقم دونوں صحابی ہیں۔

پس معلوم ہوا السنن الکبریٰ کی یہ روایت قطعاً صحیح ہے اور علی شرط الشیخین صحیح ہے

نسائی کی دوسری روایت بحوالہ خصائص مرتضوی ص۴۱ (حدیث الثقلین والموالاۃ)

انبانا محمد بن المثنی قال حدثنا یحییٰ بن حماد قال اخبرنا ابو عوانہ عن سلیمان (یعنی ابن مہران الاعمش) حدثنا حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال الخ

مثل روایت السنن الکبری۔ اس روایت کی سند کے تمام تر رواۃ سنن کبری کی روایت کے راوی ہیں صرف ایک راوی کا فرق ہے کہ اس روایت میں ابو معاویہ کے متبادل ابو عوانہ راوی ہے اور ابو عوانہ بھی صحیحین کا راوی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اس روایت کے سارے راوی بھی صحیحین کے راوی ہیں اور یہ روایت بھی قطعاً صحیح ہے اور علی شرط الشیخین صحیح ہے۔

تنبیہ: ۱۔ ان ہر دو روایتوں میں (انی ترکت فیکم الثقلین) کے الفاظ بھی ہیں۔

۲۔ ان ہر دو روایتوں میں (من کنت مولاہ فھذا ولیہ) کے الفاظ بھی ہیں۔

۳۔ ان ہر دو روایتوں میں (اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ) کے الفاظ بھی ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ ابن حزم کا یہ کہنا کہ (من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلا یثبت بطریق الثقات اصلا) ابعد عن الحق ہے۔

اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کا یہ کہنا کہ اللھم وال من والاہ الخ کی زیادتی کذب محض ہے بہت بڑی جسارت ہے جس کی توقع امام ابن تیمیہ کے محتاط قلم سے نہیں کی جا سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزش کو معاف فرمائے۔ (آمین)

بہرحال محدثین نے اس جملہ کو ثابت قرار دیا ہے اور موضوع کہنے والوں کی سختی سے تردید کی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری اور علامہ ابن حجر الھیتمی لکھتے ہیں:-

ثم قول بعضهم (ان زیادة اللهم وال من والاه وعاد من عاداه موضوعة) مردودة

فقد ورد ذالک من طرق صحح الذهبی کثیرا منها (مرقاة ج۱ ص۳۴۹) در الصواعق المحرقة ص۴۲

ترجمہ: پھر بعض لوگوں کا کہنا کہ (اللهم وال من والاه) الخ کی زیادتی موضوع ہے مردود ہے

کیونکہ یہ دعائیہ جملہ بہت سے طریقوں میں واقع ہے جن کی علامہ ذہبی نے تصحیح کی ہے۔

نسائی کی تیسری روایت (حدیث ھو الاہ بحوالہ خصائص ص۴۹)

محمد بن العلاء قال حدثنا ابو معاویہ قال حدثنا الاعمش عن سعد بن عبیدہ

عن ابن بریدہ عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

رواۃ کا تعارف:- محمد بن العلاء صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ج۲ ص۴۴۷

ابو معاویہ والاعمش۔ صحیحین کے راوی ہیں۔ دیکھو نسائی کی پہلی روایت۔

سعد بن عبیدہ صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ج۱ ص۱۶۱

ابن بریدہ - صحیحین کا راوی ہے " " ج۱ ص۲۴۷

بریدہ الاسلمی۔ صحابی ہیں۔

اس روایت کے جملہ رواۃ صحیحین کے راوی ہیں لہٰذا یہ روایت علی شرط الشیخین صحیح ہے۔

نسائی کی چوتھی روایت: (حدیث موالاۃ بحوالہ خصائص ص۴۹)

عن محمد بن المثنی قال حدثنا ابو احمد قال حدثنا عبد الملک بن عیینہ عن الحکم

بن عیینہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال حدثنی بریدہ قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

رواۃ کا تعارف:- محمد بن المثنی صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع ج۲ ص۴۵۱

ابو احمد محمد بن یوسف۔ صحیح بخاری کا راوی ہے " " ج۲ ص۴۶۴

عبد الملک ابن عیینہ۔ یہ صحیحین کا راوی ہے " " ج۱ ص۳۱۴

الحکم بن عتیبہ	یہ صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع ج ۱ صـ ۱۰۰
سعید بن جبیر	یہ صحیحین کا راوی ہے	" " ج ۱ صـ ۱۶۴

ابن عباس عن بریدہ رضی اللہ عنہما دونوں صحابی ہیں۔

یہ روایت صحیح ہے اور اس کے جملہ رواۃ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی ہیں۔

نسائی کی پانچویں روایت

(حدیث الموالاۃ بحوالہ خصائص صـ ۵)

ابو داؤد حدثنا ابو نعیم حدثنا عبد الملک ابن ابی عیینہ قال حدثنا الحکم عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس عن بریدۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

رواۃ کا تعارف:

ابو داؤد	الحرانی، صدوق	تقریب التہذیب صـ ۱۳۲
ابو نعیم فضل بن دکین۔	یہ صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع صـ ۴۱۲

عبد الملک ابن ابی عیینہ، حکم بن عیینہ، سعید بن جبیر، ابن عباس اور بریدہ رضوان اللہ علیہم وہی راوی ہیں جن سے چوتھی روایت مروی ہے۔ اس روایت میں اور چوتھی روایت میں پہلے دو راویوں کا فرق ہے اور وہ دونوں راوی ثقہ ہیں۔ فلہذا یہ روایت بھی صحیح ہے۔

نسائی کی چھٹی روایت

(حدیث الموالاۃ بحوالہ خصائص صـ ۵)

اخبرنا زکریا ابن یحیی قال حدثنا نصر بن علی قال انبأنا عبد اللہ ابن داؤد عن عبد الواحد ابن ایمن عن ابیہ ان سعدا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ

رواۃ کا تعارف:-

زکریا ابن یحیی۔	یہ صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع صـ ۱۵۲
نصر بن علی۔	" " " " "	" صـ ۵۳۱
عبد اللہ بن داؤد	" " " " "	" صـ ۲۶۵
عبد الواحد بن ایمن	" " " " "	" صـ ۳۱۹

ایمن الحبشی مولیٰ ابی عمرو — صحیح بخاری کا راوی ہے — کتاب الجمع صـ ۱۵۲

سعد بن ابی وقاص صحابی ہیں۔

پس یہ روایت صحیح ہے اور اسکے تمام راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔

نسائی کی ساتویں روایت (حدیث الموالاۃ بحوالہ خصائص صـ ۵۰)

انبانا قتیبہ ابن سعید قال حدثنا ابن ابی عدی عن عوف عن میمون ابی عبداللہ قال زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

رواۃ کا تعارف: قتیبہ ابن سعید۔ صحیحین کا راوی ہے — کتاب الجمع صـ ۴۲۶

ابن ابی عدی۔ " " " " صـ ۴۳۴

عوف الاعرابی۔ " " " " صـ ۲۳۵

میمون ابی عبداللہ۔ ضعیف ہے۔ منکر الحدیث — میزان ج ۴ صـ ۲۳۵

لہٰذا نسائی کی یہ روایت ضعیف ہے مگر امام ذہبی کا قول آپ ترمذی کی تیسری روایت کے تحت پڑھ چکے ہیں کہ امام ترمذی نے میمون کی وجہ سے اپنی اس صحیح روایت پر حسن غریب کا حکم لگایا تو عین ممکن ہے کہ نسائی کی یہ روایت بھی حسن غریب ہوا ور باب مناقب میں قابل پذیرائی ہو۔

نسائی کی آٹھویں روایت :- (حدیث الموالاۃ بحوالہ خصائص صـ ۵۲)

حدثنا احمد بن شعیب۔ قال اخبرنا قتیبہ بن سعید حدثنا جعفر بن ابی سلیمان عن یزید الرشک عن مطرف ابن عبداللہ عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

نسائی کی یہ روایت سنداً و متناً بعینہٖ ترمذی کی چوتھی روایت ہے جس پر امام ترمذی نے حسن غریب کا حکم لگایا ہے۔

○

نسائی کی نویں روایت
(حدیث الموالاۃ بحوالہ خصائص ص ۵۳)

حدثنا احمد بن شعیب قال اخبرنا واصل بن عبد الاعلیٰ الکوفی عن ابن فضیل عن الاجلح عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بریدہ فی علی فان علیا منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی

رواۃ کا تعارف: احمد بن شعیب

واصل بن عبد الاعلیٰ	یہ صحیح مسلم کا راوی ہے	کتاب الجمع ص ۵۴۳
محمد بن فضیل	صحیحین کا راوی ہے۔	" " ص ۴۴۷
اصلح	لغزش قلم کا نتیجہ ہے اصل میں اجلح ہے	صدوق تقریب ص ۲۵
عبداللہ بن بریدہ	صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع ص ۲۴۷
حضرت بریدہ بن خصیب الاسلمی	صحابی ہیں۔	

علامہ الہیثمی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں رواہ احمد والبزار وفیہ الاجلح الکندی وثقہ ابن معین وغیرہ وضعفہ جماعۃ وبقیۃ رجال احمد رجال الصحیح مجمع الزوائد ص ۱۲۸ ج ۹

نسائی کی دسویں روایت
(حدیث الموالاۃ بحوالہ خصائص ص ۵۶)

احمد بن شعیب قال اخبرنی ابو عبد الرحمٰن زکریا بن یحییٰ السجستانی قال حدثنی محمد بن عبد الرحیم قال انبانا ابراھیم قال حدثنا معن قال حدثنی موسیٰ بن یعقوب عن المہاجر بن اسمار عن عائشہ بنت سعد وعامر بن سعد عن سعد رضی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب فقال	تحقیق حضور علیہ السلام نے خطبہ دیا پس فرمایا اما بعد اے
اما بعد ایھا الناس فانی ولیکم قالوا	لوگو! میں تمہارا ولی ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا
صدقت ثم اخذ بید علی فرفعھا قال ھذا	پھر علی کا ہاتھ پکڑا اور اوپر اٹھایا فرمایا یہ میرا ولی ہے اور
ولی والمودی عنی اللھم وال من والاہ	میری طرف سے ادا کرنیوالا ہے اے اللہ تو اسے دوست رکھ
وعاد من عاداہ	جو اسے دوست رکھے جو اس سے دشمنی کرے تو بھی اس سے دشمنی کر۔

رواۃ کا تعارف :-

ابو عبد الرحمٰن زکریا بن یحیی السجستانی	صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع صـ ۱۵۲
محمد بن عبد الرحیم	" " "	" " صـ ۴۶۱
ابراہیم یہ ابراہیم بن المنذر ہے	صحیح بخاری کا راوی ہے	" " صـ ۲۰
معن	یہ صحیحین کا راوی ہے	" " صـ ۴۹۷
موسیٰ بن یعقوب	وثقہ ابن معین و قال المدینی منکر الحدیث	میزان صـ ۲۲۷ ج ۴
مہاجر بن السمار	صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع صـ ۵۱۱

عائشہ بنت سعد و عامر بن سعد۔ حضرت ابن ابی وقاص رض کی اولاد سے ہیں اور بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔ کتاب الجمع صـ ۳۷۶، ۶۱۰

نسائی کی گیارھویں روایت

(حدیث الموالاۃ بحوالہ خصائص صـ ۵۶)

انبانا احمد بن عثمان البصری ابو الجوزاء قال اخبرنا ابن عثمہ بنت سعد عن سعد ابن ابی وقاص رض الخ مثل الروایۃ الاولیٰ قال حدثنا ابن عیینہ وھربہ... ابن خالد البصری عن عائشہ بنت سعد عن سعد الخ مثل الروایۃ السابقۃ۔

رواۃ کا تعارف :-

احمد بن عثمان البصری ابو الجوزاء	راوی مسلم ہیں	کتاب ا...
احمد بن عثمان	عن ابن عثمہ	
احمد بن عثمان	عن ابن عیینہ و وہربہ ابن خالد البصری صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع صـ ۵۵۶
عائشہ بنت سعد	راویہ صحیحین ہے	" " صـ ۶۱۰

حضرت سعد بن ابی وقاص صحابی ہیں

فازدادت الروایۃ الاولیٰ قوۃ بتائید الروایۃ الثانیۃ

خصائص کی کچھ روایات حدیث رحبہ سے متعلق ہیں، ان شاء اللہ بعد میں مسند کی

روایات حدیث الرحبہ سے ملا کر بیان کر دی جائیں گی۔

حدیث رحبہ سے مراد وہ قصہ ہے کہ حضرت علی المرتضٰی نے کوفہ کی جامع مسجد کے صحن میں لوگوں کو جمع کر کے حلفاً دریافت کیا تھا کہ آپ میں سے کون کون لوگ ہیں جنہوں نے یوم غدیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے الفاظ سنے تھے تو کچھ صحابہؓ نے شہادت دی تھی۔ اس واقعہ کے بیان کو راقم السطور نے حدیث رحبہ سے تعبیر کیا ہے۔

مسند امام احمد کی روایات

مسند امام احمد میں حدیث ثقلین اور حدیث موالاۃ کی کل اکیس روائتیں ہیں جن میں سے سات روایتیں حدیث الرحبہ سے متعلق ہیں وہ انشاء اللہ العزیز مستقل طور پر بعنوان حدیث الرحبہ درج کی جائیں گی۔ باقی چودہ روائتیں ہیں جن میں بعض صحیح اور بعض ضعیف حسن درجہ کی ہیں جو یہاں درج کی جاتی ہیں۔

مسند کی پہلی روایت (حدیث الثقلین بحوالہ مسند ص ۱۸۲ و ۱۸۹)

عن زید بن ثابتؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ وعترتی

یہ روایت مسند احمد میں دو سندوں سے مروی ہے۔

ص ۱۸۲ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا الاسود بن عامر حدثنا شریک عن الرکین عن القاسم بن حسان عن زید بن ثابت

ص ۱۸۹ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا ابو احمد الزبیری حدثنا شریک الخ

رواۃ کا تعارف:

اسود بن عامر	صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع ص ۳۸
ابو احمد الزبیری محمد بن یوسف	صحیح بخاری کا راوی ہے	ر ر ص ۴۶۲
شریک	صحیح مسلم کا راوی ہے۔	ر ر ص ۲۱۴

رکین صحیحین کا راوی ہے کتاب الجمع صـ ۱۴۱

قاسم بن حسان امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ امام ذہبی کا میلان اسکی ثقاہت کی طرف ہے اور یہی صحیح ہے میزان صـ ۳۶۷

زید بن ثابت صحابی ہیں۔

پس یہ روایت من اقویٰ درجات الحسان ہے۔

مسند کی دوسری روایت (حدیث الثقلین مسند جلد خامس صـ ۱۴، صـ ۱۷، صـ ۲۶، صـ ۵۹)

عن ابی سعید الخذری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی۔

یہ روایت مسند میں تین سندوں سے مروی ہے۔

ج ۵ صـ ۱۴ عبداللہ حدثنی ابی حدثنا اسود بن عامر اخبرنا ابو اسرائیل یعنی اسمٰعیل ابن ابی اسحاق عن عطیہ عن ابی سعیدؓ

ج ۵ صـ ۱۷ عبداللہ حدثنی ابی حدثنا ابو النصر حدثنا محمد بن طلحہ عن الاعمش عن عطیہ عن ابی سعیدؓ

ج ۵ صـ ۲۶، ۵۹ عبداللہ حدثنی ابی حدثنا ابن نمیر حدثنا عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطیہ عن ابی سعید الخذریؓ۔

ان ہر سہ سندات کا مدار عطیہ پر ہے اور عطیہ عوفی راوی ضعیف ہے لیکن متروک نہیں لہذا یہ روایت ضعیف درجہ حسن ہے۔

مسند کی تیسری روایت (حدیث الثقلین)

عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی (ملخص من الحدیث)

یہ روایت مسند میں دو سندوں سے مروی ہے۔

صـ ۳۶۷ ج ۴ ۔ پہلی سند وہی ہے جو مسلم کی حدیث کی سند ہے اور متن حدیث بھی وہی ہے ۔

صـ ۳۶۱ ج ۴ عن عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا الاسود بن عامر حدثنا اسرائیل

عن عثمان بن المغیرہ عن علی بن ربیعہ قال لقیت زید بن ارقم فقلت

اسمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین قال نعم

یہ روایت مجمل ہے اسمیں ثقلین کی تفسیر نہیں ہے مگر مسند اور مسلم کی روایات اس

کی تفصیل کردیتی ہیں ۔ صحیح مسلم کی روایت کی طرح مسند کی یہ روایت بھی قطعاً صحیح ہے ۔

مسند کی چوتھی روایت

(حدیث الموالاۃ مسند صـ ۳۱۷ ج ۵)

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا فضل بن دکین حدثنا ابن ابی عیینہ عن الحکم عن الحسن

عن سعید بن جبیر عن عباس عن بریدہؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔

یہ روایت صحیح ہے سند اس کی بعینہٖ خصائص مرتضوی کی روایت ۵ کی سند ہے

رواۃ کا تعارف وہیں کردیا گیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں ۔

مسند کی پانچویں روایت :

(حدیث الموالاۃ)

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا وکیع عن الاعمش عن سعد بن عبیدہ عن

ابن بریدہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ

(مسند صـ ۳۵۰ ج ۵ و صـ ۳۶۱ ج ۵)

یہ روایت قطعاً صحیح ہے اس کے جملہ راوی صحیحین کے راوی ہیں ۔

وکیع	صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع صـ ۵۴۶
الاعمش	" " " "	صـ ۱۷۹ ج ۲
سعد بن عبیدہ	" " " "	صـ ۱۶۱ ج ۱
ابن بریدہ عن ابیہ	" " " "	صـ ۲۲۷ ج ۱

حضرت بریدہ بن حصیب الاسلمی صحابی ہیں۔

پس یہ روایت علی شرط الشیخین صحیح ہے۔ حاکم فرماتے ہیں صحیح علی شرط الشیخین

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں والمحفوظ فی ھذا روایۃ احمد عن وکیع عن الاعمش

عن سعد بن عبیدہ عن ابن بریدہ عن ابیہ (من کنت مولاہ فعلی مولاہ)

مسند امام احمد کی چھٹی روایت (حدیث الموالاۃ)

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا ابو معاویہ حدثنا الاعمش عن سعد بن عبیدہ

عن ابن بریدہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (مسند ص ۳۵۰ ج ۵)

اس روایت کی سند اور پانچویں روایت کی سند میں صرف ایک راوی کا فرق ہے

اس میں وکیع عن الاعمش تھا اور اس میں ابو معاویہ عن الاعمش ہے اور ابو معاویہ بھی صحیحین کا

راوی ہے۔ کتاب الجمع ص ۴۳۷ ج ۲

پس یہ روایت بھی قطعاً صحیح ہے اور علی شرط الشیخین صحیح ہے۔

مسند امام احمد کی ساتویں روایت (حدیث الموالاۃ)

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمہ انا علی بن زید عن عدی بن ثابت

عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (المسند ص ۲۸۱ ج ۴)

یہ روایت سنداً و متناً ابن ماجہ کی پہلی روایت ہے اسکی تحقیق وہیں کردی گئی ہے ملاحظہ

فرمالیویں البتہ ایک عفان کا فرق ہے اور عفان بھی صحیحین کا راوی ہے۔

مسند کی آٹھویں روایت (حدیث الموالاۃ) مسند ص ۳۷۲ ج ۴

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا سفیان حدثنا ابو عوانہ عن المغیرہ عن میمون ابی عبد اللہ
حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبہ

عن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (من کنت

مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

یعنی یہ روایت دو سندوں کے ساتھ مروی ہے چونکہ دونوں سندوں کا مدار میمون ابی عبد اللہ

پر ہے اور یہ مختلف فیہ راوی ہے اسلئے یہ روایت ضعیف ہے مگر حسن ہونیکی وجہ سے باب المناقب میں قابل پذیرائی ہے۔ علامہ الہیثمی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں

رواہ البزار وفیہ میمون ابی عبداللہ وثقہ ابن حبان وضعفہ جماعۃ وبقیہ رجالہ ثقاۃ مجمع الزوائد ص ۱۰۴ ج ۹

مسند کی نویں روایت: (حدیث الموالاۃ مسند ص ۳۶۸)

عبداللہ بن ..... حدثنی ابی حدثنا ابن نمیر حدثنا عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطیہ العوفی قال قال زید بن ارقم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

رواۃ کا تعارف

ابن نمیر یعنی عبداللہ بن نمیر	یہ صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع ص ۲۶۰
عبدالملک بن ابی سلیمان (م ع)	احد الثقات المشہورین میزان ص ۶۵۶ ج ۲	
عطیہ عوفی	یہ مختلف فیہ راوی ہے	
زید بن ارقم	یہ صحابی ہیں	

یہ روایت عطیہ عوفی کی وجہ سے درجہ صحت سے ذرا منحط ہوگئی ہے لیکن درجہ حسن کی روایت ہے باب المناقب میں مقبول ہے۔

مسند کی دسویں روایت: (حدیث الموالاۃ مسند ص ۴۳۷ ج ۴)

عبداللہ حدثنی ابی حدثنا عبدالرزاق وعفان قالا جعفر بن سلیمان قال حدثنی یزید الرشک عن مطرف بن عبداللہ عن عمران بن حصین رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن بعدی۔

مسند کی یہ روایت سنداً و متناً نسائی کی نویں اور ترمذی کی چوتھی روایت ہے امام ترمذی نے اس روایت پر حسن غریب کا حکم لگایا ہے یہ روایت صحیح ہے مکمل و مفصل بحث ترمذی کی چوتھی روایت کے ضمن میں دیکھیں

مسند کی گیارھویں روایت (حدیث الموالاۃ)

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابن الشاعر حدثنا شبابہ حدثنی نعیم بن حکیم حدثنی ابو مریم
و رجل من جلساء علی عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم غدیر
من کنت مولاہ فعلی مولاہ — مسند ج ۱ ص ۱۵۲

اس روایت کے متعلق علامہ الہیثمی لکھتے ہیں کہ "رواہ احمد ورجالہ ثقات" مجمع الزوائد ج ۹

مسند کی بارھویں روایت (حدیث الموالاۃ)

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا یحیی بن حماد حدثنا ابو عوانہ حدثنا ابو بلج حدثنا
عمرو بن میمون قال انی مجالس الی ابن عباس الخ فی ھذہ الروایۃ قال قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ — مسند ج ۱ ص ۳۳۱

اس روایت میں ابو بلج راوی میں قدرے ضعف ہے۔ اس روایت کو حاکم نے صحیح الاسناد
کہا ہے اور ذہبی نے بھی اسکی تصحیح کو برقرار رکھا ہے۔ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۳۴

اس روایت کے متعلق علامہ الہیثمی لکھتے ہیں "رواہ البزار ورجالہ ثقات" مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۰۸

مسند کی تیرھویں روایت: (حدیث الموالاۃ مسند ج ۵ ص ۴۱۹)

عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا یحیی بن آدم } حدثنا حنش بن ریاح بن الحارث عن رھط من الانصار
" " " ابو احمد } فیھم ابو ایوب انصاری وغیرہ

قال جاء رھط الی علی فی الرحبۃ فقالوا السلام علیکم یا مولانا قال کیف اکون مولاکم وانتم قوم عرب قالوا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ الی آخر الحدیث فیھم ابو ایوب انصاری رض
مسند ج ۵ ص ۴۱۹

ایک جماعت علی المرتضیٰ کے پاس مسجد کے صحن میں آئی اور السلام علیکم یا مولانا کہا حضرت علی نے کہا میں تمہارا مولا کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ تم عرب ہو انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غدیر خم کے دن سنا کہ آپ فرماتے تھے "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" آخر حدیث تک ان لوگوں میں حضرت ابو ایوب انصاری رض بھی تھے۔

اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ البدایہ والنہایہ ص۳۴۸ ج ۷)

رواۃ کا تعارف:

یحییٰ ابن آدم	صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع ص
ابو احمد محمد ابن یوسف الزبیری	صحیحین کا راوی ہے	کتاب الجمع ص۴۶۴
حنش	صحیح مسلم کا راوی ہے	کتاب الجمع ص۱۱۷
ریاح ابن الحرث رضؓ	صحابی ہیں۔	

اس روایت کے متعلق علامہ الہیثمی لکھتے ہیں "رواہ احمد والطبرانی ورجال احمد ثقات"

مسند کی چودھویں روایت

مسند امام احمد کی چودھویں روایت عن بریدہ بحوالہ مسند ص۳۵۶ ج ۵
بعینہ نسائی کی نویں روایت ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں ص۳۴۔

طبرانی کی روایات

طبرانی کی پہلی روایت — حدیث الموالاۃ — المعجم الصغیر للطبرانی ص۳۷

احمد ابن اسماعیل ابن یوسف العابد اصبانی حدثنا احمد ابن الفرات الرازی ثنا عبد الرزاق انا سفیٰن ابن عیینہ عن عمرو ابن دینار عن طاؤس عن بریدہ ابن الحصیب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ

یہ روایت صحیح ہے۔ عبدالرزاق نے اپنے منصف میں اسی سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ (منصف ص۲۲۵ ج ۱۱)

طبرانی کی دوسری روایت — حدیث الثقلین — المعجم الصغیر للطبرانی ص۷۵، ۳

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین طبرانی کی یہ روایت دو سندوں کیساتھ مروی ہے اور دونوں کا مدار عطیہ عوفی ہے ۔ لہذا یہ روایت ضعیف حسن درجہ کی ہے ۔

طبرانی کی تیسری روایت (حدیث الموالاۃ)

عن مالک بن الحویرث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ مجمع الزوائد ص

رواہ الطبرانی ورجالہ وثقوا وفیھم خلاف مجمع الزوائد ص ۱۰۹ ج ۹

طبرانی کی چوتھی روایت : (حدیث الموالاۃ)

عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی من آمن لی وصدقنی بولایۃ علی الخ یعنی آنحضور علیہ السلام نے ولایت علی کی وصیت فرمائی ۔

رواہ الطبرانی باسنادین واحسب فیھما جماعۃ ضعفاء وقد وثقوا مجمع الزوائد ص ۱۰۹

طبرانی کی پانچویں روایت (حدیث الموالاۃ)

عن وھب بن حمزہ قال صحبت علیا الی مکۃ فرئیت منہ بعض ما اکرہ فقلت لئن رجعت لاشکونک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قدمت اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت رئیت من علی کذا کذا فقال لا تقل ھذا فھو اولی الناس بکم بعدی ۔

وہب بن حمزہ سے روایت ہے کہ میں مکہ تک حضرت علی کی صحبت میں تھا پس میں نے اس سے بعض ناگوار کو دیکھا پس میں نے کہا کہ جب لوٹوں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کروں گا پس جب میں آیا تو کہا "حضور میں نے علی سے ایسا ایسا دیکھا تو آپ نے فرمایا ایسے نہ کہہ یہ (علی) میرے بعد اولی الناس ہے

رواہ الطبرانی وفیہ دکین ذکرہ ابن ابی حاتم ولم یضعفہ احد وبقیۃ رجالہ وثقوا ۔ مجمع الزوائد ص ۱۰۹ ج ۹

مسند بزار کی روایات

مسند بزار میں حدیث موالاۃ مختلف سندات سے وارد ہے ۔ مولانا نافع صاحب نے دو روایتیں جو حدیث الثقلین میں درج کرکے ان پر جرح کی ہے وہ حدیث الثقلین سے متعلق ہیں

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں ۔ اس کے علاوہ علامہ الہیثمی نے پانچ اور روایتیں حدیث موالاۃ کے سلسلہ میں نقل کی ہیں اور تین روایتوں پر صحت کا حکم لگایا ہے اور ایک روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور ایک روایت کے متعلق لکھا ہے کہ تفرد عنہ ابن
(یعنی غریب ہے)

مسند بزار کی پہلی روایت : (حدیث الموالاۃ بحوالہ مجمع الزوائد)

عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت ولیہ فان علیا ولیہ

رواہ البزار ورجالہ ثقات مجمع الزوائد صـ ۱۰۹ ج ۹

مسند بزار کی دوسری روایت : (حدیث الموالاۃ بحوالہ مجمع الزوائد)

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ فاستعمل علینا علیا فلما جئنا قال کیف رأیتم صاحبکم فاما شکوتہ انا او شکاہ غیری قال فرفع راسہ وکنت رجلا مکبابا فاذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد احمر وجہہ یقول من کنت ولیہ فعلی ولیہ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ بھیجا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ میں اور ہم پر علی کو امیر مقرر کیا پس جب ہم واپس آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ تم نے اپنے صاحب کو کیسے پایا پس میں نے شکایت کی یا کسی اور نے پس حضور نے اپنا سر اٹھایا اور میں سر نیچے رکھنے والا شخص تھا پس ناگہاں حضور کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا اور آپ فرما رہے تھے (من کنت ولیہ فعلی ولیہ)

رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح ۔ مجمع الزوائد صـ ۱۰۹ ج ۹

مسند بزار کی تیسری روایت : (حدیث الموالاۃ بحوالہ مجمع الزوائد)

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔

رواہ البزار ورجالہ ثقات مجمع الزوائد صـ ۱۰۸

مسند بزار کی چوتھی روایت (حدیث الموالاۃ بحوالہ مجمع الزوائد)

عن زید بن ارقمؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ

رواہ البزار وفیہ میمون ابوعبد اللہ وثقہ بن حبان و ضعفہ جماعۃ مجمع الزوائد ص ۱۰۴ ج ۹

مسند بزار کی پانچویں روایت : بحوالہ مجمع الزوائد ص ۱۰۷ ج ۹

عن نذیر قال سمعت علیا یقول یوم الجمل لطلحۃ انشدک اللہ یا طلحۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ مجمع الزوائد ص

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوم جمل میں حضرت طلحہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث حلف دیکر دریافت کی کہ حضورؐ نے "اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ" نہیں فرمایا تو حضرت طلحہؓ نے اقرار فرمایا اور میدان جنگ سے ہٹ گئے۔

علامہ الہیثمی فرماتے ہیں کہ نذیر سے یہ روایت کرنے میں اس کا بیٹا متفرد ہے گویا یہ روایت غریب ہے۔

مسند ابوداؤد الطیالسی کی روایت (حدیث الموالاۃ)

حدثنا یونس حدثنا ابوداؤد حدثنا ابوعوانۃ عن ابی بلج عن عمر ابن میمون عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلیؓ انت ولی کل مومن

(مسند ابوداؤد الطیالسی ص ۳۶۰ ج ۲)

یہ روایت مسند امام احمد کی بارھویں روایت ہے اس میں ابوبلج راوی میں قدرے ضعف ہے مگر علامہ ذہبی نے مستدرک حاکم کی اس روایت کی تصحیح کی ہے اور علامہ الھیثمی نے مسند بزار کی اسی روایت کے متعلق لکھا ہے رجالہ ثقات۔ دیکھئے مسند الامام احمد کی بارھویں روایت!

مستدرک حاکم کی روایات

مستدرک کی پہلی روایت (حدیث الثقلین)

حدثنا ابوبکر محمد بن الحسین بن مصلح الفقیہ بالری حدثنا محمد بن ایوب حدثنا یحییٰ

بن المغیرہ السعدی حدثنا جریر بن عبد الحمید عن الحسن بن عبد اللہ النخعی عن مسلم بن صبیح عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ واھل بیتی

مستدرک حاکم ص ۱۴۸ ج ۳

قال الذہبی (خ م) اس روایت کو صحیح الاسناد علی شرط الشیخین کہا ہے۔

مستدرک حاکم کی دوسری روایت : (حدیث الموالاۃ والثقلین)

حدثنا ابو الحسین محمد بن احمد بن تمیم الحنظلی ببغداد حدثنا ابو قلابہ عبد الملک بن محمد الرقاشی حدثنا یحییٰ بن حماد حدثنا ابو بکر محمد بن احمد بن بالویہ وابو بکر احمد بن جعفر البزار قالا حدثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل حدثنی ابی حدثنا یحییٰ بن حماد وحدثنا ابو نصر احمد بن سہیل الفقیہ ببخاری حدثنا صالح بن محمد الحافظ البغدادی حدثنا خلف بن سالم المخرمی حدثنا یحییٰ بن حماد وحدثنا ابو عوانہ عن سلمان الاعمش قال حدثنا حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم۔

قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقمن فقال کانی قد دعیت فاجبت انی ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ عزوجل مولای وانا مولی کل مومن ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

مستدرک حاکم ص ۱۰۹ ج ۳

زید بن ارقم سے روایت فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے غدیر خم مقام پر نزول فرمایا اور درختوں کے نیچے صفائی کا حکم دیا پس صفائی کی گئی پس آپ نے فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے اجابت کی ہیں تم میں دو وزنی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایکدوسری سے بڑی ہے اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد تم دیکھو کہ پیچھے ان سے تم کیا سلوک کرتے ہو وہ دونوں نہیں متفرق ہوں گی یہانتک کہ مجھ پر حوض کوثر وارد ہوں پھر فرمایا اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا میں جس کا مولا ہوں علی بھی اسکا مولا ہے اے اللہ اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس کا دشمن ہو جو علی سے دشمنی رکھے۔

اس روایت کو حاکم نے صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے اور علامہ ذہبی نے اس پر کوئی تعقب نہیں کیا۔
بلکہ اسے برقرار رکھا اس میں اللھم وال من والاہ الخ کے کلمات بھی ہیں معلوم ہوا امام ابن تیمیہ کا
قول کہ "یہ زیادتی کذب محض ہے" بڑی زیادتی ہے۔

مستدرک کی تیسری روایت (حدیث الموالاۃ والثقلین)

عن زید ابن ارقم بمثل الروایۃ الاولیٰ وفیہ محمد بن سلمہ بن کہیل وھو ضعیف
مستدرک حاکم ص۱۰۹، ۱۱۰
ج۳ السعدی

مستدرک کی چوتھی روایت (حدیث الموالاۃ والثقلین)

انبرنی محمد بن علی الشیبانی بالکوفہ حدثنا احمد بن خانم الغفاری حدثنا ابو نعیم
حدثنا کامل ابو العلاء قال سمعت حبیب بن ابی ثابت یخبر عن یحییٰ بن جعدہ عن زید
بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین ومن کنت
مستدرک حاکم ص $\frac{۵۳۳}{ج۳}$
مولاہ فعلی مولاہ

اس روایت کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔ امام ذہبی نے اسکی تصحیح کی ہے۔
لکھتے ہیں الحدیث صحیح تلخیص علی المستدرک ص ایضاً تذکرۃ الحفاظ ص $\frac{۱۰۵۵}{ج۲}$

مستدرک حاکم کی پانچویں روایت (حدیث الموالاۃ)

عن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(من کنت مولاہ فعلی مولاہ) مستدرک ص $\frac{۱۳۴}{ج۳}$

اس روایت کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور علامہ ذہبی نے بھی اسکی تصحیح کی ہے۔
یہ وہی روایت ہے جسے امام احمد نے مسند ص $\frac{۲۳۱}{ج۱}$ میں ذکر کیا ہے اور علامہ الھیثمی فرماتے ہیں
رواہ البزار ورجالہ ثقات

مستدرک کی چھٹی روایت (حدیث الموالاۃ)

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (من کنت مولاہ فعلی مولاہ)

اس سند میں ایک راوی ضعیف متروک ہے۔ مستدرک ج ۳ ص ۱۱۶

الحاصل :- حدیث الثقلین زید بن ارقم زید بن ثابت ابوسعید الخدری اور علی المرتضیٰ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ زید بن ارقم سے صحیح مسلم میں تین سندوں سے، مسند امام احمد سے دو سندوں سے جامع ترمذی اور مستدرک حاکم میں ایک ایک سند سے مروی ہے۔

زید بن ثابت رض سے دو سندوں کے ساتھ مسند امام احمد میں روایت ہے۔

ابوسعید الخدری رض سے تین سندوں کے ساتھ مسند امام احمد میں ایک سند کے ساتھ ترمذی میں اور دو سندوں سے معجم طبرانی میں مروی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے ایک ایک سند کے ساتھ مسند بزار میں مروی ہے۔

حدیث الثقلین مع الموالاۃ

امام نسائی نے دو سندوں کے ساتھ زید بن ارقم سے روایت کی ہے اور مستدرک حاکم نے بھی دو سندوں کے ساتھ انہی سے روایت کی ہے اور حدیث الموالاۃ براء بن عازب، سعد بن ابی وقاص، زید بن ارقم، عمران بن حصین، بریدہ الاسلمی، علی المرتضیٰ، ابن عباس، ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ آئندہ سطور میں جملہ اسانید کے نقوش ملاحظہ فرمائیں۔
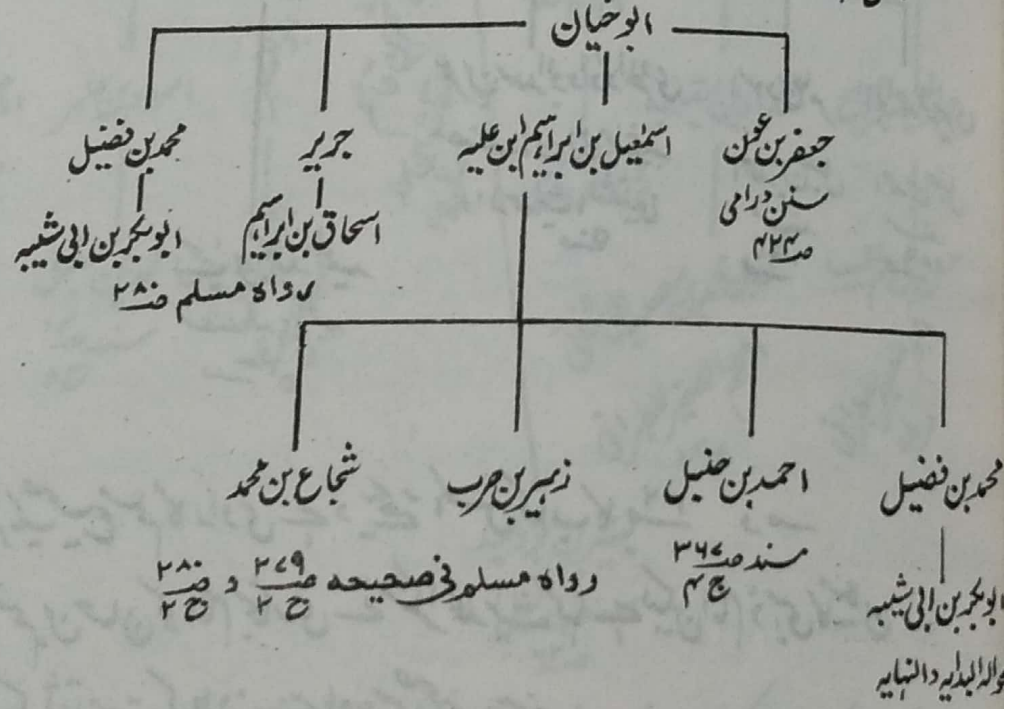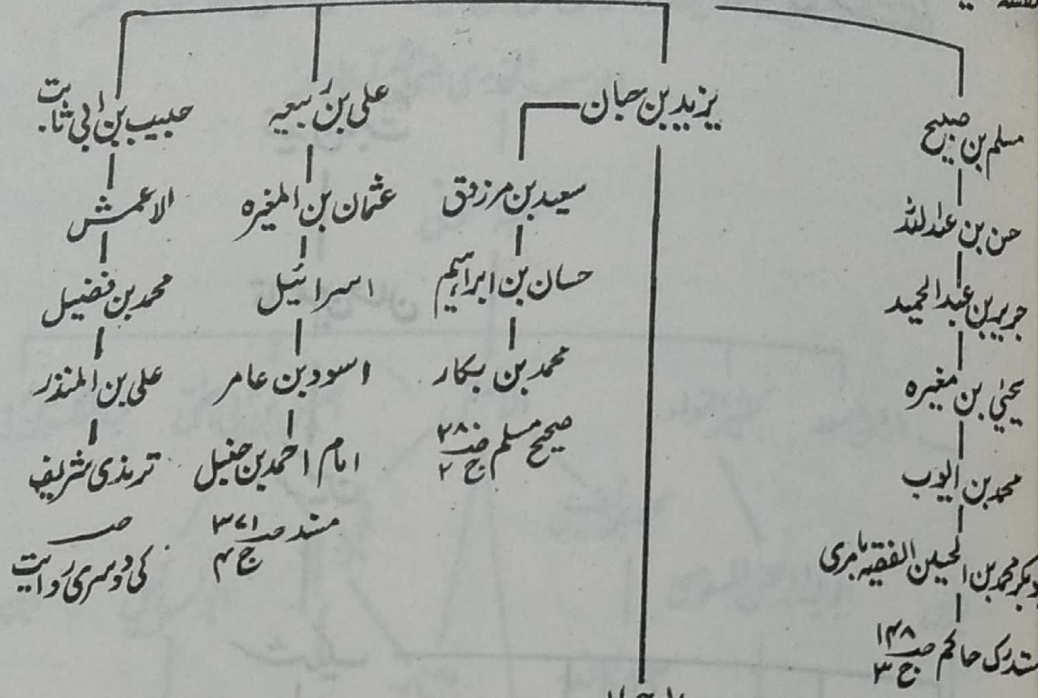
اس نقشہ سے ظاہر ہے کہ اس روایت کو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ان کے چار تلامذہ نے روایت کیا ہے ثم وثم اور یہ روایت قطعاً صحیح ہے۔ اس روایت کو کسی محدث نے ضعیف کہنے کا حوصلہ نہیں کیا۔

نقشہ روایت حدیث الثقلین عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زید بن ثابت رضؓ

قاسم بن حسان

الرکین

شریک

یحییٰ بن عبد الحمید
مسند عبد بن حمید
ص ۱۰۳

عمر بن سعد ابو داؤد الحفری
مصنف ابن ابی شیبہ
بحوالہ حدیث الثقلین
ص ۵

اسود بن عامر
احمد بن حنبل
مسند
ص ۱۸۱

ابو احمد الزبیری
احمد بن حنبل
مسند
ص ۱۸۹
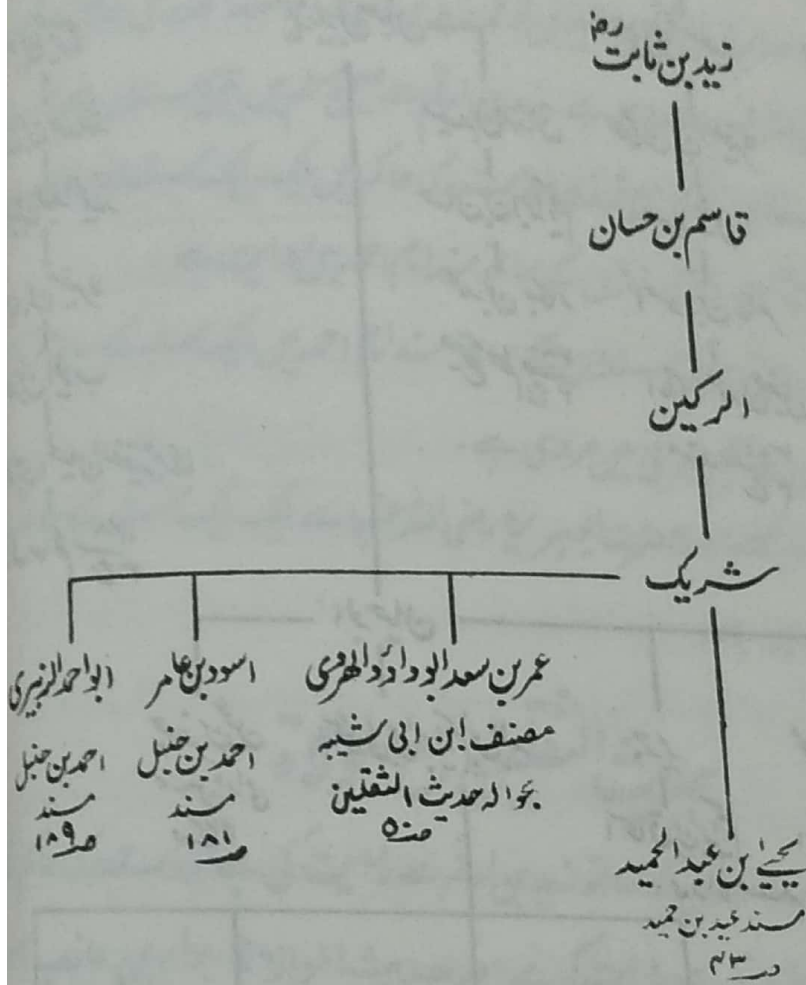
شریک صحیح مسلم کا راوی ہے دیکھئے اس کتاب کا ص ۳۶ و ص

قاسم بن حسان کو امام بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے لیکن امام ذہبی کا میلان اس کی ثقاہت کی طرف ہے اور یہی صحیح ہے۔

اس روایت کو طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے متعلق علامہ الہیثمی لکھتے ہیں: رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ ثقات (مجمع الزوائد ص ۱۷۰ ج ۱)

نقشہ روایات حدیث الثقلین عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
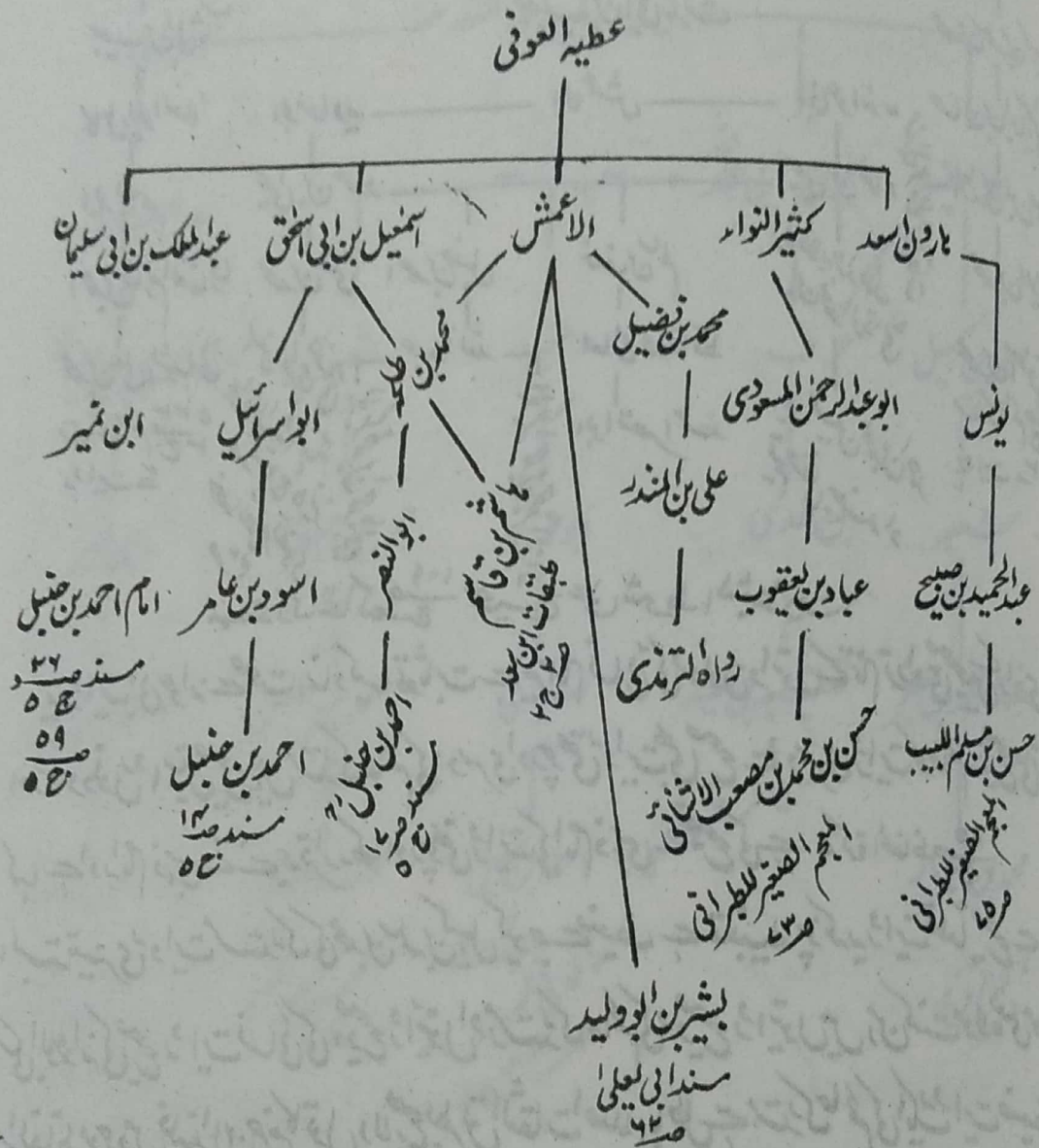
اس سند کا مدار چونکہ عطیہ عوفی ہے اور عطیہ عوفی راوی مختلف فیہ ہے ایک جماعت نے اسے ضعیف کہا ہے

مگر متروک نہیں قال ابو حاتم یکتب حدیثہ ضعیف قال ابن معین صالح میزان ص ۷۹ ج ۳

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں صدوق یخطئ کثیرا وکان شیعیا مدلسا تقریب ص ۲۴۰

مقصود یہ ہے کہ یہ روایت ابو سعید خدری سے درجہ حسن کی ہے اور اسی طرح یہ روایت دوسرے صحابہ سے

بھی باسانید ضعیفہ مروی ہے مثلاً حضرت علی المرتضیٰ حضرت ابو ہریرہ حضرت حذیفہ ابن اسید سے بھی مروی ہے۔

نقشہ روایت حدیث الثقلین والموالاۃ

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

- یحییٰ بن جعدہ
  - حبیب بن ابی ثابت
    - کامل ابو العلاء
      - ابو نعیم
        - احمد بن حازم الغفاری
          - محمد بن علی الشیبانی
            - مستدرک حاکم ج۳ ص۵۳۳ روایت ۱
- ابو الطفیل
  - حبیب بن ابی ثابت
    - الاعمش
      - ابو معاویہ
        - یحییٰ بن حماد
          - احمد بن حنبل
            - عبد اللہ
          - محمد بن مثنی
      - یحییٰ بن حماد
        - خلف بن سالم
          - صالح محمد الحافظ
            - ابو النصر احمد
    - ابی عوانہ
      - یحییٰ بن حماد
        - ابو قلابہ عبد الملک بن محمد الرقاشی
          - ابو الحسین محمد بن احمد بن تمیم الحنظلی بغداد
- سلمہ بن کہیل
  - محمد بن سلمہ بن کہیل
    - حسان بن ابراہیم
      - ازرق بن علی
        - محمد بن ابی ...
          - محمد بن اسحاق
            - مستدرک حاکم ... روایت ۳

مستدرک للحاکم ج۳ ص۱۰۹ صحیح علی شرط الشیخین

یہ روایت ابی عوانہ سے صحت اسناد کیساتھ ثابت ہے نیز امام نسائی کی دونوں روایتوں کے تمام تر راوی صحیحین کے راوی ... اور وہ دونوں روایتیں صحیح ہیں مستدرک حاکم کی دوسری اور چوتھی روایت بھی صحیح ہے دوسری روایت کو حاکم نے صحیح علی [illegible] کہا ہے اور امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا اور چوتھی روایت کی امام ذہبی نے تصحیح کی ہے۔ تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۱۵۵

البتہ تیسری روایت مستدرک کی محمد بن سلمہ بن کہیل کیوجہ سے ضعیف ہے **تنبیہ** چونکہ یہ روایت قطعاً صحیح ہے ا... الکی ابو عوانہ کی صحیح روایت نسائی کی دو صحیح روایتوں اور مستدرک حاکم کی دو صحیح روایتوں میں (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کے الفاظ موجود ہیں فلہذا ابن حزم کا قول (لا یصح بطریق الثقات اصلا) باطل ہے۔ مستدرک حاکم کی ایک روایت ضعیف ... لیکن مضر نہیں بلکہ تائید کیلئے مفید ہے۔ نیز مستدرک کی دوسری صحیح روایت نسائی کی پہلی اور دوسری دو... روایتوں میں (اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ) کے الفاظ موجود ہیں اور مسند امام احمد بن حنبل کی نویں اور آٹھویں روای... میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں لیکن یہ روایتیں سنداً صحیح نہیں حسن درجہ کی ہیں جو باب المناقب میں قابل پذیرائی ہیں اور مستدرک اور نسائی کی صحیح روایات کی موید ہیں فلہذا امام ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ (اللھم وال الخ) کذب محض ہے، باطل ہے۔

نقشہ حدیث الموالاۃ روایت عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان روایات میں ترمذی کی روایت صحیح بقیہ روایات حسن درجہ کی ہیں۔
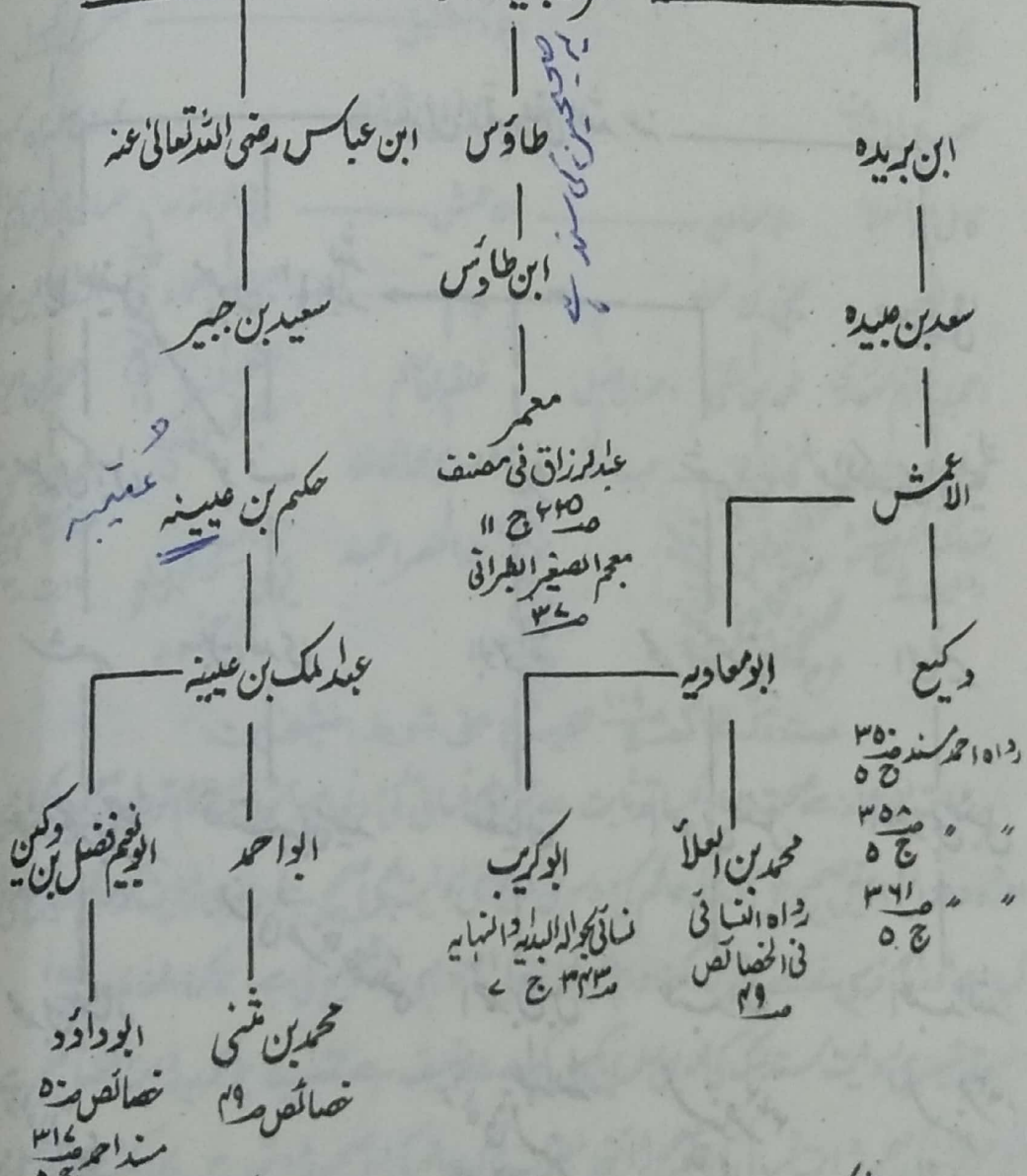
حضرت بریدہ رض کی روایت حدیث موالاۃ قطعاً صحیح ہے اسناد صفحات مذکور پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت بریدہ کی روایت کے متعلق علامہ الہیثمی لکھتے ہیں رواہ البزار و رجالہ رجال الصحیح — مجمع الزوائد ص۱۰۸ ج ۹

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں والمحفوظ فی ہذا روایۃ وکیع عن الاعمش الخ — البدایہ والنہایہ ص۳۴۳ ج ۷

پس ثابت ہوا کہ ابن حزم کا قول (لایثبت بطریق الثقات اصلا) باطل ہے

نقشہ حدیث الموالاۃ عن سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
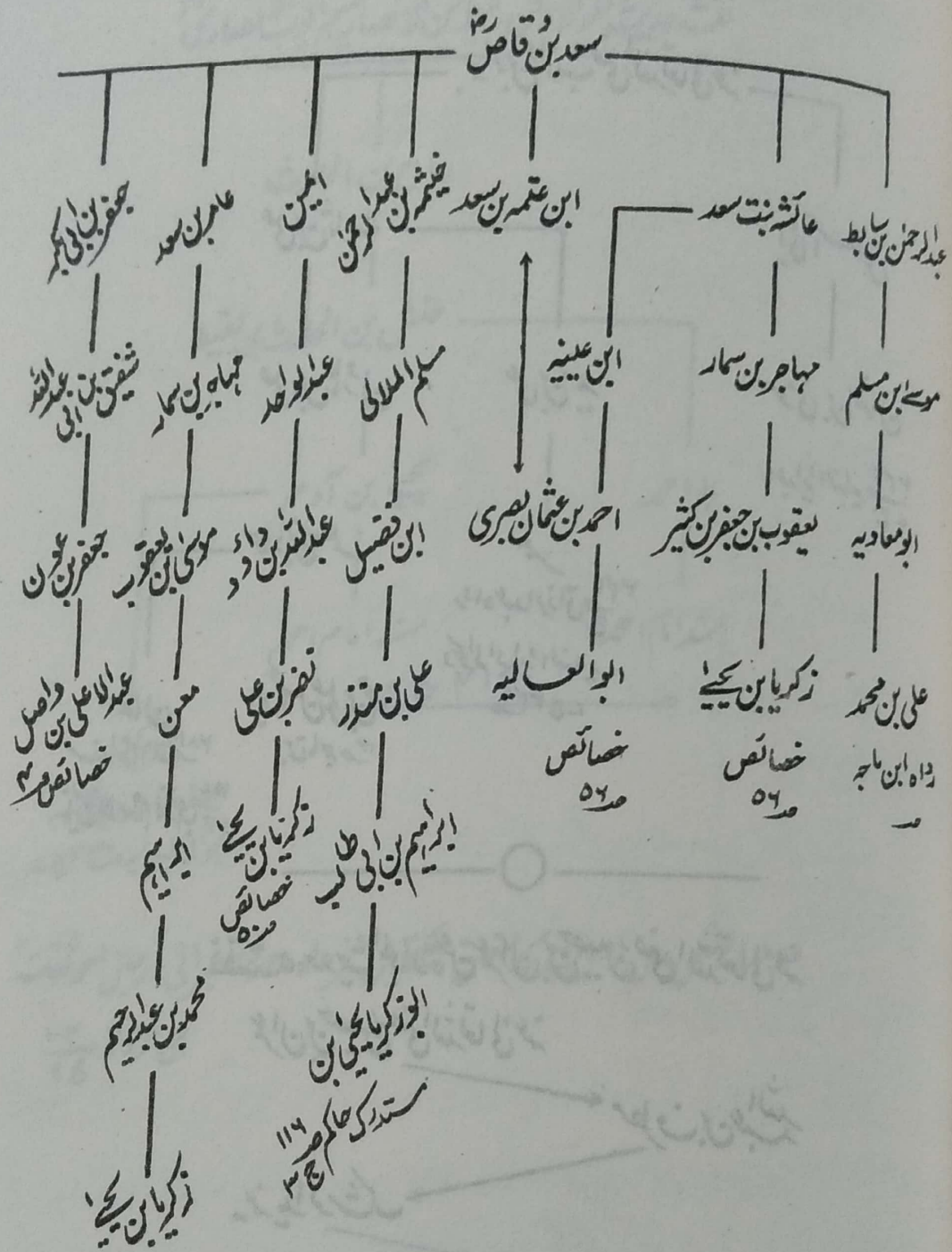
سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بعض اسناد سے قطعاً صحیح ہے اور بعض اسناد سے حسن درجہ کی ہے اور علامہ الھیثمیؒ حضرت سعد کی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں "رواہ البزار ورجالہ ثقات" مجمع الزوائد ص ۱۰۷ ج ۹

نقشہ حدیث الموالاۃ عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
علی بن ثابت
ابی اسحٰق
علی بن ہارون
علی بن زید
موسیٰ بن عثمان
البدایہ والنہایہ ص ۳۴۹ ج ۷
حماد بن سلمہ
معمر
رواہ عبدالرزاق ص ۳۴۹ ج ۷
بحوالہ البدایہ والنہایہ ص ۳۴۹ ج ۷
ابو الحسن علی بن محمد
ابن ماجہ ص ۱۲
عفان
مسند امام احمد ص ۲۸۱
تاریخ الاسلام ذہبی ص ۱۹۷ ج ۲
نقشہ حدیث الموالاۃ عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مطرف بن عبداللہ
یزید الرشک
جعفر بن ابی سلیمان
قتیبہ بن سعد
رواہ الترمذی ص ۲۱۶ ورواہ النسائی فی الخصائص ص ۱۵
ورواہ الامام احمد ص ۴۳۷ ج ۴
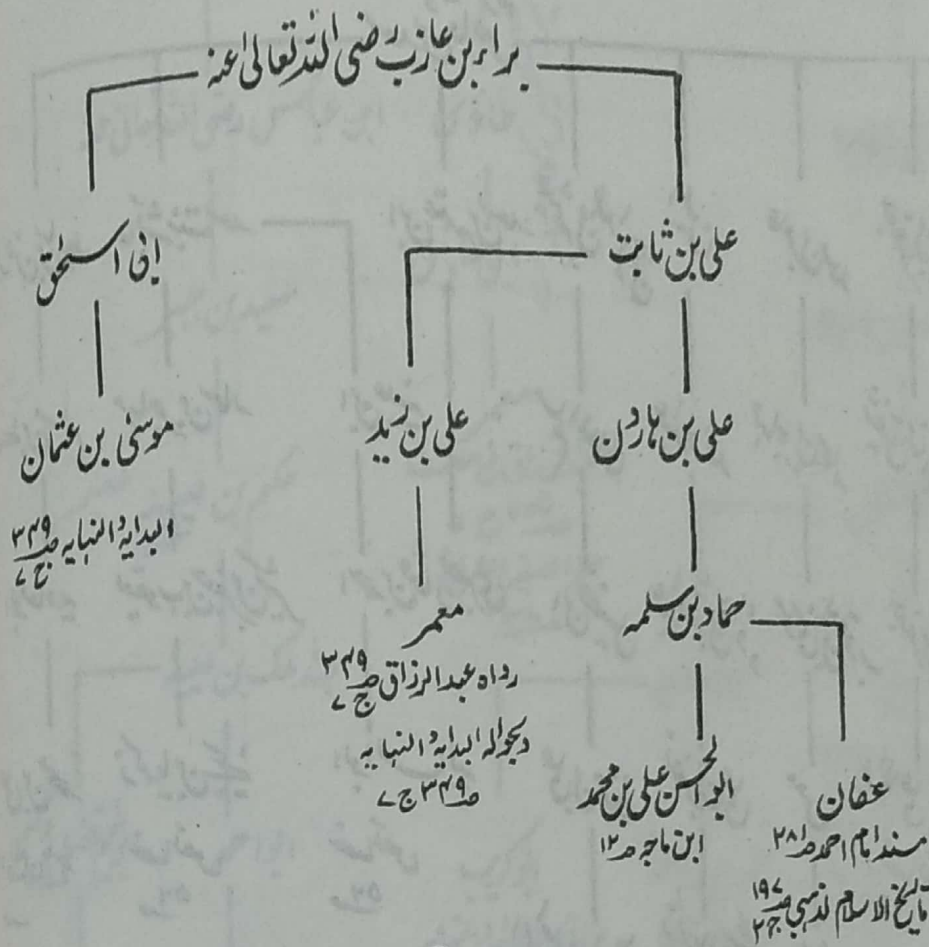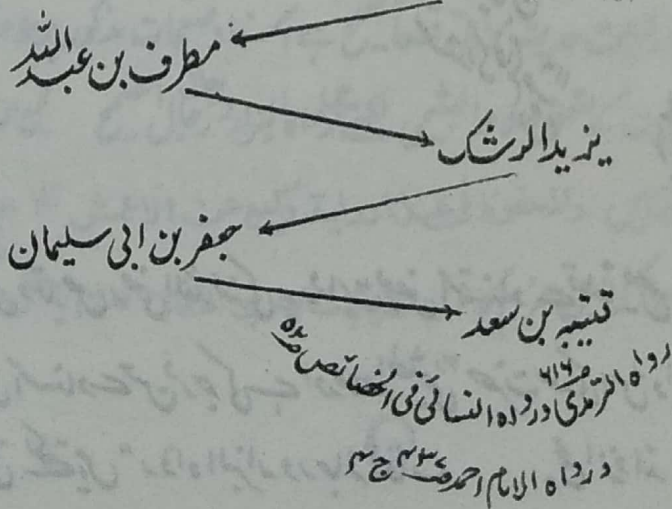
علامہ الہیثمی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں "فرواہ احمد والطبرانی ورجال احمد ثقات"

مجمع الزوائد ص۱۰۴ ج ۹

نقشہ حدیث الموالاۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ

عمرو بن میمون

ابی بلج

ابو عوانہ

یحییٰ بن حماد

احمد بن حنبل — مسند احمد ص ۳۳۰ ج ۱

عبداللہ بن احمد بن حنبل

ابوبکر احمد بن جعفر — مستدرک حاکم ص ۱۳۲ ج ۳، ص ۱۳۴ ج ۳

ابو داؤد الطیالسی — مسند ابی داؤد الطیالسی ص ۳۶۰ جز ۱۱
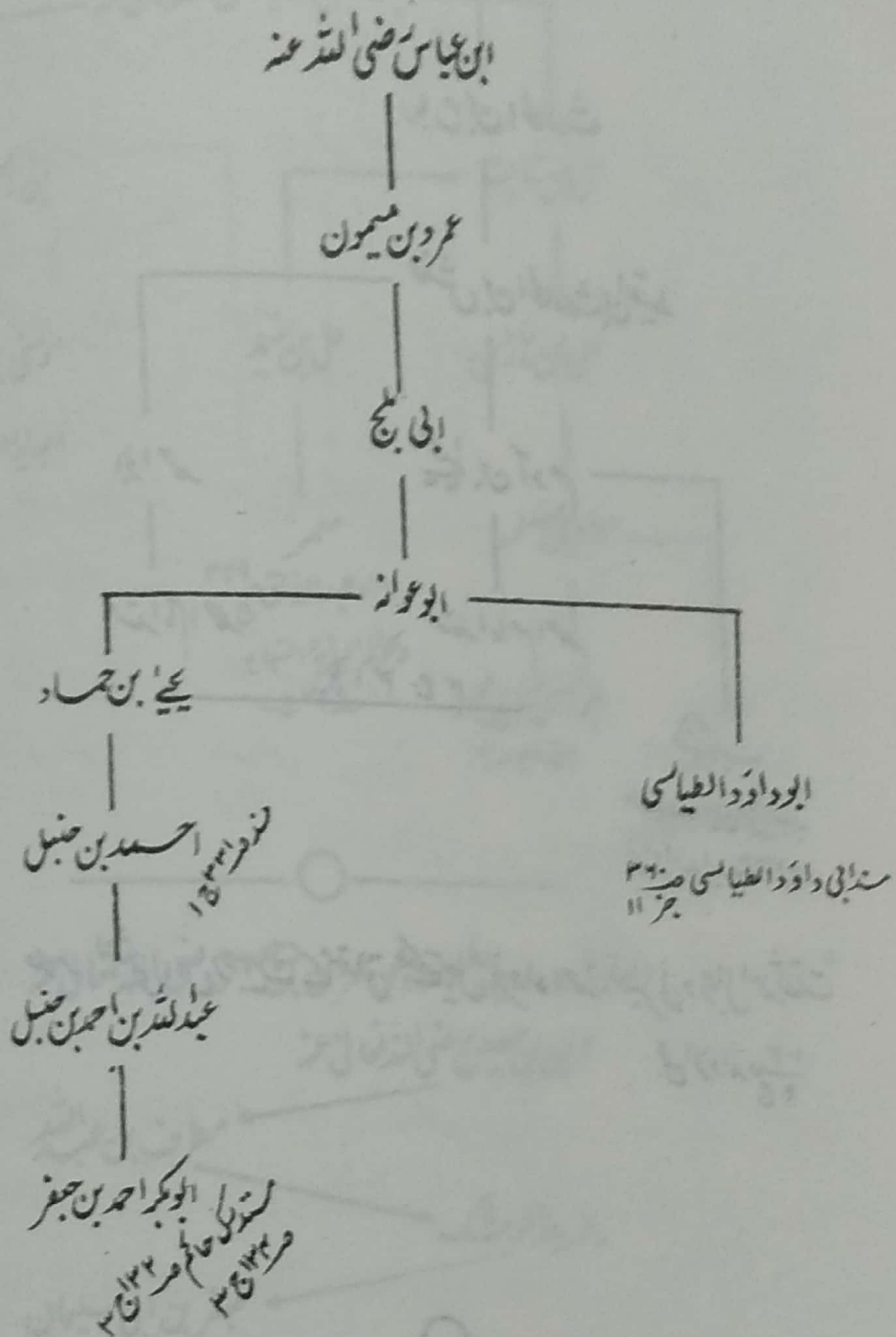
اس روایت کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور علامہ ذہبی نے بھی اسکی تصحیح کی ہے۔ علامہ الہیثمی اس روایت کے لکھتے ہیں: رواہ البزار ورجالہ ثقات

نقوش بالا میں غور کرنے سے قارئین کرام اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہوں گے کہ حدیث ثقلین کو زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے چار تلامذہ نے روایت کیا ہے۔

۱۔ یزید بن حیان عن زید بن ارقم مسلم میں تین سندات سے مروی ہے یہ سندات صحیح ہیں۔ مسند امام احمد ص۳۶۷ ج ۴ اور دارمی ص۴۲۴ بھی صحیح سندات سے مروی ہے۔

۲۔ حبیب بن ابی ثابت عن زید بن ارقم ترمذی میں صحیح سند سے مروی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے اس کتاب کا ص۲۶

۳۔ مسلم بن صبیح عن زید بن ارقم مستدرک حاکم ص۱۴۸ ج ۳ میں مروی ہے جسے حاکم نے صحیح الاسناد علی شرط الشیخین کہا ہے۔

۴۔ علی بن ربیعہ عن زید بن ارقم مسند امام احمد ص۳۷۱ ج ۴ میں مروی ہے یہ روایت سنداً صحیح ہے مگر اس میں ثقلین کی تفسیر نہیں کی گئی دوسری روایات اس کی تفسیر کر دیتی ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ حدیث ثقلین عن زید بن ارقم قطعاً صحیح ہے البتہ روافض کا استدلال اس سے صحیح نہیں۔

حدیث الثقلین عن زید بن ثابت مسند میں دو سندوں کے ساتھ مروی ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید میں ایک ایک سند کے ساتھ مروی ہے اور یہ روایت من اقوی درجات الحسان ہے تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب کا ص۵ نقشہ اسانید حدیث الثقلین عن زید ابن ثابت

حدیث الثقلین عن ابی سعید الخدری، ترمذی مسند امام احمد معجم طبرانی مسند ابی یعلی طبقات ابن سعد اور بعض دیگر کتابوں میں مختلف سندات سے مروی ہے لیکن تمام سندات کا مدار عطیہ عوفی پر ہے اور عطیہ عوفی مختلف فیہ راوی ہے لہٰذا یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔

حدیث الثقلین والموالاۃ زید بن ارقم سے نسائی مسند ابی عوانہ مستدرک حاکم میں صحیح سندات سے مروی ہے تفصیل کیلئے دیکھئے اسی کتاب کا ص۵۲ نقشہ اسانید حدیث الثقلین والموالاۃ عن زید بن ارقم

حدیث الموالاۃ عن زید بن ارقم ترمذی نسائی مسند امام احمد میں مختلف سندات سے مروی ہے

ان میں ترمذی کی سند صحیح اور بقیہ اسناد حسن درجہ کی ہیں ۔

حدیث الموالاۃ عن بریدۃ الاسلمی ، مسند امام احمد اور خصائص مرتضوی میں مختلف سندات سے مروی ہے اور قطعاً صحیح ہے ۔ علامہ الھیثمی اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں "رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح" ۔ تفصیل کے لئے دیکھیں اس کتاب کا صفحہ ۵ نقشہ اسانید روایت حدیث الموالاۃ عن بریدہ رض

حدیث الموالاۃ عن سعد بن ابی وقاص رض انکے سات تلامذہ ابن ماجہ ، خصائص مرتضوی میں مختلف سندات کے ساتھ روایت کرتے ہیں جن میں بعض قطعاً صحیح ہیں اور بعض ضعیف ۔

تفصیل کیلئے دیکھئے ص ۵ نقشہ اسانید روایت حدیث الموالاۃ عن بریدہ رض

حدیث موالاۃ عن البراء بن عازب ، مسند امام احمد ، ابن ماجہ ، عبدالرزاق اور حافظ ابن کثیر نے روایت کی ہے اور یہ روایت حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہے ۔

حدیث الرحبہ

حدیث الرحبہ سے مراد یہ ہے کہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کی جامع مسجد کے وسیع صحن میں لوگوں کو جمع کر کے حلف دیکر شہادت طلب کی کہ جس شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کے کلمات سنے ہوں وہ شہادت دے پس کچھ صحابہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے شہادت دی کہ ہم نے آنحضور سے یہ کلمات سنے ہیں ۔ یہ واقعہ کتب احادیث میں مختلف سندات سے ذکر کیا گیا ہے

آئندہ صفحات میں ان کے نقوش ملاحظہ فرمائیں

حدیث الرحبہ :-

عن ابی الطفیل رضی اللہ عنہ
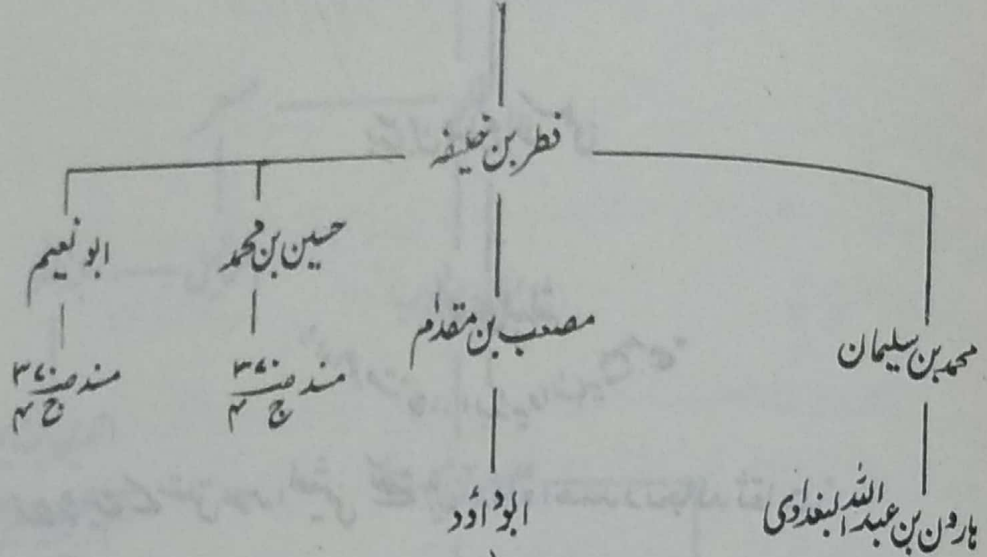
↓

فطر بن خلیفہ

محمد بن سلیمان — مصعب بن مقدام — حسین بن محمد — ابو نعیم

ہارون بن عبد اللہ البغدادی — ابو داؤد — مسند ص۳۷۰ ج۴ — مسند ص۳۷۰ ج۴

رواہ النسائی فی الخصائص ص۵۵

اس روایت کے متعلق علامہ الہیثمی لکھتے ہیں "رجالہ رجال الصحیح غیر فطر بن خلیفہ وھو ثقۃ ص۱۰۴ ج۹"

فطر بن خلیفہ ایضاً صحیح بخاری کا راوی ہے — کتاب الجمع ص۴۱۶

پس حدیث الرحبہ کی یہ روایت یقیناً صحیح ہے۔

حدیث الرحبہ :

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

↓

ابو سلیمان

↓

الحکم

↓

ابو اسرائیل ← اسود بن عامر مسند ص۳۷۰ ج۵

اس روایت کے متعلق علامہ الہیثمی لکھتے ہیں رواہ احمد وفیہ ابو سلیمان ولم اعرفہ الا یکون بشر بن سلیمان وھو ثقۃ وبقیتہ رجالہ ثقات" اور اس کے حاشیہ میں لکھا ہے "ابو سلیمان ہو زید بن وہب کما وقع عند الطبرانی (ابن حجر) زید بن وہب مخضرم ہیں اور نہایت ثقہ ہیں۔

تہذیب ص۴۲۷ ج۳

حدیث الرجبه ۱۔ عن زیاد بن ابی زیاد الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ربیع بن صالح الاسلمی
محمد بن عبداللہ
رواہ احمد ص ۸۴ ج ۱۔ البدایہ والنہایہ ص ۳۴۸ ج ۵
اس روایت کے متعلق علامہ الھیثمی لکھتے ہیں "رواہ احمد و رجالہ ثقات"
حدیث الرجبہ عن عمرو ذی مری رضی اللہ عنہ
ابو اسحاق
اسرائیل
خلف بن تمیم
علی بن محمد
رواہ النسائی فی الخصائص ص ۵۹
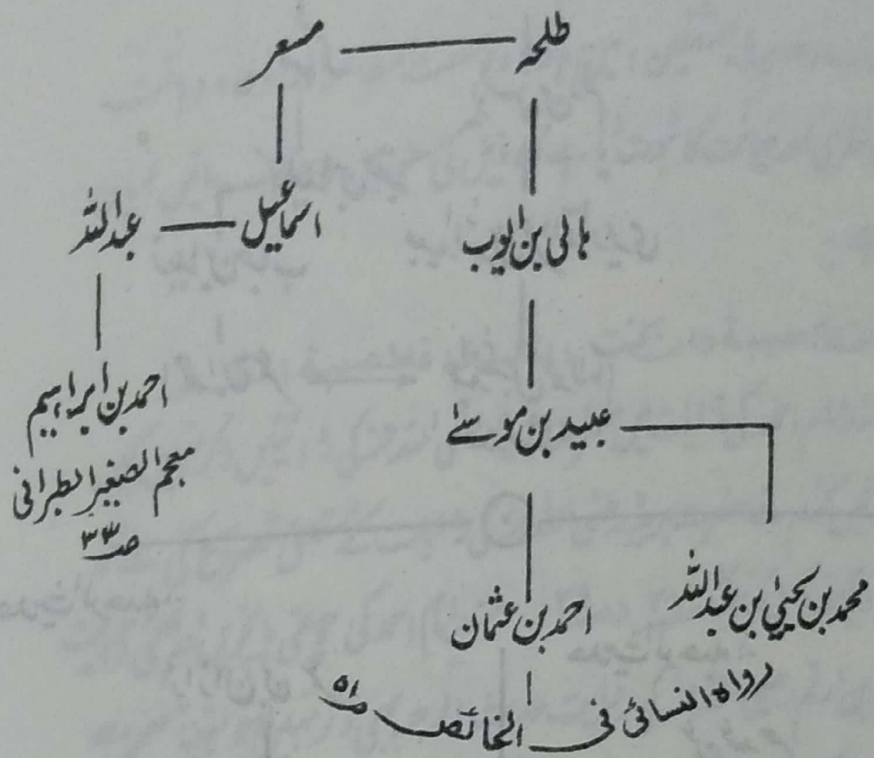
حدیث الرجبہ :-
عن عمیر بن سعد
طلحہ
مسعر
ہانی بن ایوب
اسماعیل
عبداللہ
احمد بن ابراہیم
معجم الصغیر الطبرانی
عبید بن موسٰے
محمد بن یحییٰ بن عبداللہ
احمد بن عثمان
رواہ النسائی فی الخصائص
حدیث الرجبہ :-
عن زید بن یثیع وسعید بن وہب
ابی اسحٰق
عمر بن ابان
ابوداؤد
اسرائیل
خلف
علی بن محمد بن علی
رواہ النسائی فی الخصائص
شعبہ
محمد بن جعفر
محمد بن مثنی
مسند امام احمد
نسائی فی الخصائص
شریک
علی بن حکیم
اعمش
فضل بن موسٰے
یوسف بن عیسیٰ
رواہ النسائی فی الخصائص
حسین بن حریث
ابو احمد بن شعیب
اس روایت کے متعلق علامہ الہیثمی لکھتے ہیں :-
رواہ عبداللہ والبزار واسنادھا حسنٌ
(مجمع الزوائد ج ۹)
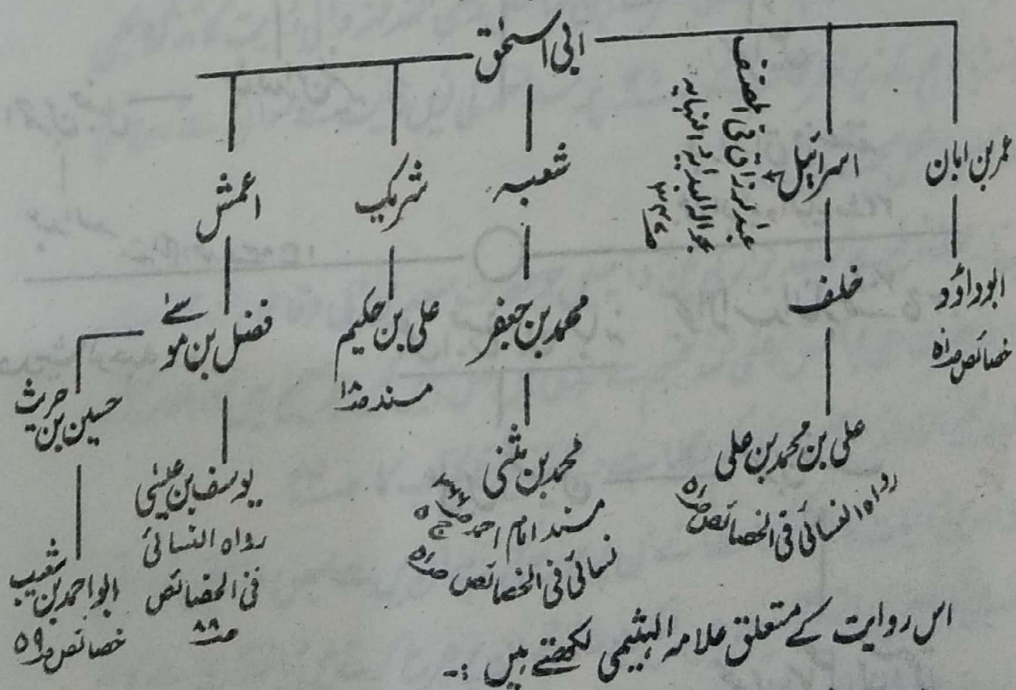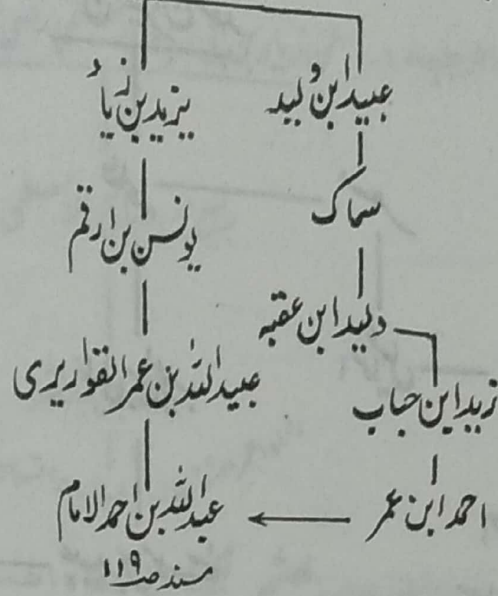
حدیث الرحبہ:
عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ
عبید ابن ولید
یزید بن زیاد
سماک
یونس بن ارقم
ولید ابن عقبہ
عبیداللہ بن عمر القواریری
زید ابن حباب
احمد ابن عمر
عبداللہ بن احمد الامام
مسند ص ۱۱۹
حدیث الرحبہ:-
حدیث الرحبہ:-
زازان بن عمر
عن عبدخیر
عبدالرحیم الکندی
ابی اسحٰق
عبدالملک
اسرائیل
عبداللہ ابن نمیر
احمد بن حنبل
عبدالرزاق فی مصنفہ
بحوالہ البدایہ والنہایہ ص ۳۴۷
عبداللہ
مسند امام احمد ص ۸۴ ج ۱
حدیث الرحبہ:-
عن اصبغ ابن نباتہ
بحوالہ اسد الغابہ ص ۳۰۷ ج ۳
علی بن الحسین
محمد بن خلف
محمد بن اسماعیل بن اسحٰق

مولانا نافع کی کتاب حدیث الثقلین پر تبصرہ

مولانا نافع نے کتاب (حدیث الثقلین) میں باوجود وسعت مطالعہ اور ادعاء دیانت کے جس افسوسناک کوتاہ نظری اور خیانت کا ثبوت دیا ہے وہ ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمائیں زبان بے ساختہ پکار اٹھتی ہے ۔

ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

اولاً: مولانا نافع نے مسند امام احمد کی روایات میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایتیں ذکر نہیں کیں جو قطعاً صحیح ہیں، محدثین کرام نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایات کے متعلق تصریح کی ہے کہ وہ صحیح اور محفوظ ہیں دیکھئے اس کتاب کا ص۳۰ و ص۲۹ مسند امام احمد کی چوتھی پانچویں اور چھٹی روایت

نیز مولانا نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث الرحبہ بھی ذکر نہیں کی جو یقیناً صحیح ہے اور اس سے مسند امام احمد کی احادیث مذکورہ در حدیث ثقلین سے حدیث اول کی بھی تشریح ہو جاتی ہے دیکھئے اس کتاب کا صفحہ نمبر ۶۱ ——— بحوالہ مسند امام احمد ص۳۷۰ ج ۵

ایضاً مولانا نے مسند امام احمد کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت کا تذکرہ بھی نہیں فرمایا جو ہم نے زیر نظر کتاب کے ص۴۱ پر مسند احمد کی نویں روایت کے عنوان سے درج کی ہے اور اس پر مکمل بحث کی ہے ۔

ثانیاً: مولانا نافع نے مسند بزار کی تین روایتیں جو حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت بریدہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں نقل نہیں کیں جو صحیح ہیں اور علامہ الہیثمی نے ان پر مجمع الزوائد میں صحت کا حکم لگایا ہے دیکھئے زیر نظر کتاب کا ص۴۴

ثالثاً: جن روایات کا ذکر کرکے مولانا نے ان پر جرح کی ہے ان میں سے بعض روایتیں تو واقعی ضعیف ہیں اور بعض روایتیں صحیح ہیں، لیکن مولانا نے ان پر جرح کرنے میں دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ مندرجۂ ذیل ہمارے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں :-

اول :۔ مولانا نافع نے اسانید نسائی کے تحت دو روایتیں نقل کی ہیں ایک روایت خصائص سے، دوسری السنن الکبریٰ سے بحوالہ البدایہ والنہایہ۔ ان دونوں روایتوں کے بارہ میں فرماتے ہیں :

۱۔ علامہ نسائیؒ نے خصائص ہذا میں صحت روایات کا بالکل التزام نہیں کیا۔ بہت سی ضعیف روایات بھی اس میں آگئی ہیں اور متہم بالوضع اور متہم بالتشیع اور کئی قسم کے مجروح راویوں سے اس کی روایات مدون کی گئی ہیں۔ خصائص کی روایات اصول حدیث کے قواعد کے تحت ہی قبول کی جاسکتی ہیں اسکے بغیر نہیں۔ (حدیث الثقلین ص ۹۹)

۲۔ یہ ہر دو روایاتِ مندرجہ بالا در اصل ایک ہی روایت ہے، اسناد میں صرف ایک راوی کا فرق ہے۔ اس طرح کہ خصائص میں یحییٰ بن حماد کا شیخ ابوعوانہ اور سنن میں یحییٰ بن حماد کا شیخ ابومعاویہ ہے باقی تمام اسناد ایک جیسا ہے اور متن بھی ہر دو روایات قریباً ایک ہی ہے۔ صرف ایک حرف کا قلیل سا فرق ہے (ص ۱۰۰)

۳۔ ان ہر دو اسانید میں کئی ایک بزرگ شیعہ ہیں مگر نرم نرم فلہذا ہم نے اس بحث کو طول دینا مناسب نہیں خیال کیا البتہ ابومعاویہ کے متعلق ذرا سخت الفاظ پائے جاتے ہیں، انکو سامنے لادینا ٹھیک ہے۔ ذہبی نے میزان الاعتدال ص ۳۸۳ ج ۳ میں ابومعاویہ کے متعلق لکھا ہے :۔

"قد اشتہر عنہ الغلو غلو التشیع" یعنی غالی شیعہ تھے ان کا غلو فی التشیع مشہور تھا۔

ہمیں مولانا نافع کے تینوں مندرجات سے اتفاق ہے مگر سوء ادب معاف مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مرحمت فرمائیں تو ممنون ہونگے :۔

۱۔ کیا آنجناب نے خصائص کی روایت کو اصول حدیث کے قواعد کے تحت پرکھا ہے۔ وہ کونسا سقم ہے جس کے تحت آپ نے خصائص کی روایت کی تضعیف کی ہے۔ اس راوی کی بھی نشاندہی ضروری ہے جس کی شامت سے یہ روایت ضعیف ہوگئی۔ اور وہ کونسا محدث ہے جس نے خصائص کی اس روایت کو ضعیف کہا ہے؟

۲۔ السنن الکبریٰ کی روایت کے راوی ابومعاویہ کے متعلق آپ کو علم نہیں کہ وہ صحیحین کے

راوی ہیں۔ کتاب الجمع ص۴۳۷ اور صرف صحیح بخاری میں ان سے متعدد روایات مروی ہیں۔ اور کیا آپ کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ علامہ ذہبی نے تذکرہ میں ابو معاویہ کے متعلق مندرجہ ذیل عنوان قائم کیا ہے :-

ابو معاویہ الحافظ الثبت محدث الکوفہ ج۱ ص۲۷۱ اور کیا آنجناب نے میزان الاعتدال صفحہ مذکورہ میں مندرجہ ذیل کلمات معائنہ نہیں فرمائے (احد الائمۃ الاعلام الثقات) وفی الاعمش ثقہ ؟

۲۔ اگر بالفرض ابو معاویہ پر کوئی جرح ہے تو اسکی وجہ سے خصائص کی ابو عوانہ والی روایت کیوں اور کیسے ضعیف ہو گئی۔ اصول حدیث کی کسی کتاب کی ورق گردانی کیجئے۔ اگر آپ کسی ایسے ضابطہ کی تلاش میں کامیاب ہو جائیں تو یقیناً یہ علمی دنیا میں ایک گرانقدر اضافہ ہو گا۔

دوم :- مولانا نافع نسائی کی روایات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

لیکن علماء حق کو اللہ تعالے نے ان چیزوں کے جواب کی بھی توفیق عطا فرمائی ہے چنانچہ حضرت مولانا تھانوی مرحوم نے اپنی تصنیف بیان القرآن میں پارہ ششم آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے حواشی مسمی بتصحیح الاغلاط متعلقہ جلد سوم مطبوعہ مجتبائی دہلی میں اس روایت ولایت (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کی عربی عبارت میں طویل بحث کی ہے جس میں اس روایت کے تمام طرق واسانید جمع کر کے محققانہ تنقید فرمائی ہے۔ وہاں صاحب عبقات کی تمام مساعی کو خوب رد کیا ہے۔ ہم تحقیق کے طلبگار لوگوں کو گذارش کریں گے کہ اگر اس روایت کی کماحقہ تحقیق دیکھنی مطلوب ہو تو اس مقام سے ضرور فائدہ اٹھائیں وہاں بڑے بڑے عجیب انکشاف حاصل ہوں گے۔ اور شیعی استدلال کی پوری حقیقت بھی واضح ہو جائے گی۔ ص۱۰۵

جہاں تک شیعی استدلال کا تعلق ہے وہ بوجوہ غلط ہے۔ نیز رافضیوں نے اس روایت میں اضافات بھی کر رکھے ہیں وہ بھی باطل ہیں۔ روافض کا مدعا یہ ہے کہ یہ روایت حضرت علی المرتضٰی کی خلافت بلافصل پر قول فیصل ہے اور انہوں نے اس روایت میں اضافے کئے ہیں کہ :-

"یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک" میں اللہ تعالےٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان فرما دیں اور برموقعہ غدیر خم آنحضور نے اس آیت کی تعمیل کی اور "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کا فرمان جاری کر دیا اور آنحضور کے اعلان پر اللہ تعالےٰ نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل فرما کر دین کی تکمیل کر دی اور یہ دونوں اضافے قطعاً بے حقیقت ہیں۔ بخاری کی روایت شاہد ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ یوم عرفہ جمعۃ المبارک کو مقام عرفات میں برموقعہ حجۃ الوداع نازل ہوئی اور خطبہ غدیر خم آنحضور نے حجۃ الوداع سے مراجعت کے بعد دیا ہے اور اس خطبہ کا اصل شان ورود دوسرا ہے جو پیش کردہ احادیث میں مذکور ہے۔ لیکن خطبہ غدیر خم کے بارہ میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں" اصلہ فی صحیح البخاری" مرقات ج ۱۱ ص ۲۴۲

اور صحیح مسلم میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

"من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے الفاظ اگرچہ صحیحین میں نہیں ہیں تاہم اس کے پس منظر اور پیش منظر کی جھلک صحیحین میں بھی پائی جاتی ہے۔ صحیح بخاری ص ۶۲۳ ج ۲ اور ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، مسند بزار اور طبرانی وغیرہ دیگر کتب حدیث میں باسانید صحیحہ جیدہ قویہ روایات موجود ہیں اور بہت سے محدثین نے ان روایات پر صحت کا حکم لگایا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ اوراق میں قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور جن بزرگوں نے اس روایت کی تضعیف کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس روایت میں ان افسانوں کی تضعیف کرتے ہیں جو روافض کے من گھڑت ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ نے بھی انہی اضافوں کی تضعیف کی ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف آیت "یا ایہا الرسول بلغ الخ" کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اس روایت کی پوری تحقیق روح المعانی میں ہے وہاں دیکھ لی جائے اور علامہ آلوسی رحمہ نے روح المعانی میں انہی اضافوں کا رد کیا ہے اور اصل روایت "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے متعلق بڑی صفائی سے ارشاد فرمایا کہ یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ ہم نے ابتداء بحث میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت تھانوی رحؒ کے نزدیک حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" صحیح ہے اور روافض کے اضافات باطل ہیں۔ نیز حدیث مذکورہ سے استدلال روافض کا خلافت بلا فصل علی پر بھی باطل ہے۔ جیسا کہ روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ نے اور البدایہ و النہایہ میں حافظ ابن کثیرؒ نے اور سیرۃ المصطفیٰ میں حضرت مولانا ادریسؒ کاندھلوی نے نہایت شرح وبسط سے بیان فرمایا۔

لیکن مولانا نافع نے حضرت مولانا تھانوی کے نام سے جو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ روایت بھی ضعیف ہے وہ اس ناخداترسی کا ثمرہ ہے جو متقین کا شیوہ نہیں اور ایسی خیانت ہے جو محققین کے شایان شان نہیں۔" واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم "

سوم :۔ حدیث الثقلین کے ص۱۱۰ پر مولانا نافع مسند ابی عوانہ کی سند پر اسطرح بحث فرماتے ہیں :۔

۱۔ مسند ابی عوانہ کا مکمل اسناد کامل کتاب دستیاب نہ ہونیکی وجہ سے میسر نہ ہو سکا ،

۲۔ یہ من و عن وہی روایت ہے جو علامہ نسائی سے سنن کبریٰ نسائی میں مروی ہے اور البدایہ والنہایہ و ابن کثیر کے حوالے سے ہم نقل کر چکے ہیں۔ یعنی میسر شدہ اسناد کے ساتھ اسکو نقل کیا گیا ہے۔ اس کی تمام متعلقہ بحث وہاں نعمانی کی روایات کے تحت مندرج ہے ملاحظہ فرمالی جائے۔ اعادہ کرنیکی حاجت نہیں ص۱۱۰ ۔

مولانا نافع کی چابکدستی کی بھی داد دینی پڑتی ہے کہ مسند ابی عوانہ کی روایت کو من و عن سنن کبریٰ النسائی کی روایت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ مسند ابی عوانہ کی روایت ابوعوانہ سے ہے اور السنن الکبریٰ میں راوی ابوعوانہ نہیں بلکہ ابومعاویہ ہیں۔ ابوعوانہ راوی خصائص مرتضوی کی روایت کا ہے اور خصائص کی روایت پر مولانا نے کوئی جرح نہیں کی جس میں ابوعوانہ راوی ہے مولانا موصوف نے السنن الکبریٰ کی ایک روایت کی سند میں ابومعاویہ پر غلو فی التشیع کا الزام لگایا ہے۔ وہ بھی خیانت سے خالی نہیں اور پھر دونوں روایتوں کو ایک کہہ کر نہایت چابکدستی سے ضعیف قرار دیا۔ خصائص مرتضوی کی روایت ابوعوانہ بھی صحیح ہے۔ اور مسند ابی عوانہ والی بھی روایت

صحیح ہے اور ابو معاویہ راوی بھی صحیحین کا راوی ہے۔ وہ روایت بھی صحیح ہے لیکن
"من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور"
میزان الاعتدال سے مولانا نافع نے جو جرح نقل کی ہے اس میں مبینہ طور پر خیانت کی ہے
قال النسائی شیعی محض یا ثقتہ ص۲۵۶ یہاں شیعی محض کے بعد ثقتہ کا کلمہ عمداً حذف کر کے مولانا نے
حقیقت کو مستور کر دینے کی مذموم کوشش کی ہے۔ پھر اسی سطر میں ابو حاتم کا قول صدوق ثقتہ بھی منقول
ہے۔ مولانا نے ادھر کچھ التفات نہ فرمائی" وبئس ذالک من صنیع المتقین"
تنبیہ :۔ شیعہ کا لفظ اصطلاح اسلاف میں رافضی کے مترادف نہیں۔ رفض جرح ہے۔
شیعیت جرح نہیں۔ دیکھو تدریب الراوی ص۲۱۸
دوسرا راوی محمد ابن فضیل تو ماشاء اللہ صحیح کا راوی ہے۔ دیکھو کتاب الجمع ص۴۴۷ صحیح بخاری
میں اسکی متعدد روایتیں ہیں اور ثقہ راوی ہے دیکھو تذکرۃ الحفاظ ص۲۸۹۔

چہارم :۔ مستدرک حاکم کی دوسری روایت پر مولانا نے جو جرح کی ہے وہ بھی درست نہیں
مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ مستدرک حاکم کا یہ اسناد متعدد تحویلوں کی وجہ سے کافی طویل ہے۔
اسماء الرجال کی جانب توجہ کرنے سے معلوم ہوا کہ ان رواۃ میں دو صاحب "عبد الملک رقاشی و خلف
مخرمی" ایسے موجود ہیں۔ جن کی موجودگی میں اس روایت کو صحیح الاسناد نہیں کہا جا سکتا۔
کتاب الثقلین ص۱۳۹

نقشہ اسناد مع تحویلات درج ذیل ہے :۔

حدثنا ابو الحسین محمد ابن احمد تمیم الحنظلی
بیغداد حدثنا ابو قلابہ عبد الملک ابن محمد
الرقاشی قال — عن یحییٰ ابن حماد

حدثنا ابو بکر محمد ابن احمد ابن بابویہ و
حدثنا ابو بکر احمد بن جعفر — قالا حدثنا عبد اللہ ابن احمد قال حدثنی ابی
قال حدثنا یحییٰ ابن حماد

حدثنا ابونصر احمد بن سہل الفقیہ بخاری حدثنا
صالح ابن محمد الحافظ البغدادی حدثنا خلف ابن } یحییٰ ابن حماد
سالم المخرمی قال حدثنا

یحییٰ ابن حماد حدثنا ابوعوانہ عن سلمان الاعمش قال حدثنا حبیب ابن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید ابن ارقم قال لمارجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

مندرجہ بالا نقشہ میں معمولی تامل سے یہ حقیقت واضح ہوسکتی ہے کہ روایت میں جملہ تحویلات کا مدار یحییٰ ابن حماد راوی پر ہے۔ یحییٰ ابن حماد سے نیچے تین طریق ہیں۔

مولانا نافع نے اس روایت پر جرح کرنے میں بھی نہایت عیاری اور چابکدستی کا ثبوت دیا۔ جن دو راویوں پر انہوں نے جرح کی ہے۔ یعنی عبدالملک الرقاشی اور خلف ابن سالم۔ وہ دونوں یحییٰ ابن حماد سے نیچے دو طریقوں میں واقع ہیں۔ ایک طریق اسناد سالم عن الجرح رہ جاتا ہے۔ پھر مولانا کا اس روایت کو غیر صحیح کہہ دینا کتنی بڑی جسارت اور مخادعت ہے پھر مولانا نے جو خلف ابن سالم پر جرح کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کا دل خوف خدا سے بالکل خالی ہے۔ علامہ ذہبی خلف ابن سالم کے متعلق لکھتے ہیں :-

خلف ابن سالم الحافظ المجود ابومحمد السندی الخ   تذکرۃ الحفاظ ص ۵۹ ج ۲

(صح) خلف ابن سالم (س) المخرمی - یقول احمد ابن حنبل -
لا یشک فی صدق خلف قال یعقوب ابن شیبہ کان ثقۃ ثبتا
وقال ابن حبان۔ کان من الحذاق المتقنین -

عبدالملک الرقاشی پر بھی جرح کرتے وقت معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کا دل خوف خدا سے خالی تھا۔ میزان الاعتدال کے حوالے میں بھی مولانا نے خیانت کی ہے۔ یہ دارقطنی کا قول ہے کہ کثیر الوھم لایحتج بہ صدوق کثیر الوھم۔ لیکن دارقطنی کی یہ جرح غیر مقبول ہے۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں عبد الملک ابن محمد الرقاشی ھو مکثر صاحب
حدیث و فضل قال ابو داؤد امین مامون - وقال ابن جریر ما رئیت احفظ
منه قلت حدیثه من اعلیٰ الغیلانیات   میزان الاعتدال صـ ۶۶۳ ج ۲

ابو قلابه الحافظ العالم المسند ...... یقع حدیثه عالیاً فی الغیلانیات ۔ تذکرہ صـ ۵۳۳ ج ۲

پنجم :- طبقات ابن سعد کی روایت پر جرح کرتے ہوئے صـ ۴۶ میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ اسناد میں ایک شخص عطیہ ہے جو سخت مجروح ہے۔ اس کے بعد تقریب التہذیب اور میزان الاعتدال کے حوالوں سے اس پر جرح کی ہے۔ سو گذارش ہے کہ عطیہ العوفی ضعیف ہے لیکن متروک نہیں۔

میزان الاعتدال ہی میں ابو حاتم کا قول منقول ہے یکتب حدیثه ضعیف ۔

ابن معین کہتے ہیں کہ صالح ہے "قال ابن معین صالح"

کشف الاستار میں ہے ۔ "صدوق" صـ ۴۷

مقصود یہ ہے کہ روایت حسن درجہ کی ہے اور بالخصوص اس کے ساتھ کوئی اور راوی ہمنوا ہو تو اس کی روایت بلا شبہ قبول کر لی جائیگی اور ہم آگے چل کر بتلائیں گے کہ دوسرے رواۃ بھی اس کی ہمنوائی کرتے ہیں۔

ششم :- مولانا حدیث الثقلین کے صـ ۶۰ میں نوادر الاصول کی روایت کے اسناد پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زید ابن الحسن انماطی ضعیف ہے

واقعی ضعیف ہے مگر متروک نہیں ۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں :-

قال ابو حاتم منکر الحدیث وقواه ابن حبان ۔ خود امام ترمذی نے اسکی روایت پر غریب حسن کا حکم لگایا ہے۔ نیز لکھتے ہیں - ابن الحسن قد روی عنه غیر واحد من اهل العلم

ہفتم :- مولانا موصوف نے حدیث الثقلین کے صـ ۸۶ پر ترمذی کے دوسرے طریق کو پیش فرما کر اس پر جرح فرماتے ہیں۔ اسناد جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے اس طرح

نقل فرمایا: حدثنا علی بن المنذر الکوفی حدثنا محمد ابن الفضیل حدثنا الاعمش عن عطیہ عن ابی سعید والاعمش عن حبیب ابن ابی ثابت عن زید ابن الارقم الخ اس پر جرح جو مولانا نے کی ہے وہ درج ذیل ہے:۔

"اس اسناد میں تحقیق تفتیش جو کی ہے اس میں تین بزرگ ایسے برآمد ہوئے ہیں جو مخلص شیعہ ہیں۔ ان کے اخلاص فی التشیع معلوم کر لینے کے بعد رد و قبول کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے علی ابن المنذر کوفی اور محمد ابن الفضیل کے کوائف مندرجہ ذیل حاضر ہیں۔ اور تیسرے صاحب ماشاء اللہ عطیہ عوفی ہیں عطیہ کے متعلقات ہم طبقات ابن سعد کے اسناد میں بوضاحت پیش کر چکے ہیں۔" انتہی

مولانا موصوف نے مندرجہ بالا جرح میں ایک مخفی کید کا استعمال فرمایا ہے مقصد یہ ہے کہ اعمش راوی نے اس روایت کو دو صحابیوں سے روایت کیا ہے۔ ابوسعید الخدری سے اور زید ابن الارقم سے۔ ایک سند میں عطیہ موجود ہے۔ الاعمش عن عطیہ عن ابی سعید الخدری لیکن دوسری سند میں عطیہ نہیں ہے۔ الاعمش عن حبیب ابن ابی ثابت عن زید ابن الارقم۔ پس عطیہ پر جرح اس روایت کو ساقط نہیں کر سکتی۔ کیونکہ دوسری سند اس جرح سے پاک ہے۔ نیز عطیہ عوفی بھی اتنا مجروح نہیں جتنا آپ نے باور کرانے کی کوشش کی ہے ہم طبقات ابن سعد کی سند کے بحث کے ضمن میں میزان الاعتدال کے حوالہ سے بتلا آئے ہیں۔

قال ابو حاتم یکتب حدیثہ ضعیف وقال ابن معین صالح۔ اور کشف الاسناد صلا میں ہے۔ عطیہ ابن سعد ... صدوق" غرضیکہ عطیہ کی روایت فی نفسہٖ حسن درجہ کی ہے۔ نیز اعمش نے اسی روایت کو دوسری سند کے ساتھ ذکر کیا ہے جس میں کوئی جرح نہیں تو پھر اسکے قبول کر لینے میں کیوں تردد ہے۔ علی ابن المنذر پر جرح کرتے وقت بھی مولانا موصوف کے ہاتھ سے دامن انصاف چھوٹ گیا۔ کیونکہ ان کی عدالت اور ثقاہت پر کسی نے کوئی انگشت نمائی نہیں فرمائی البتہ اس کا متشیع ہونا بیان کیا ہے اور محض تشیع ہونے

کی ہی بات ہے، باقی کوئی جرح نہیں۔

ہشتم:- کتاب حدیث الثقلین کے ص ۱۴۳ پر مستدرک الحاکم کی ایک روایت نقل فرما کر مولانا موصوف نے اس پر مندرجہ ذیل جرح کی ہے لکھتے ہیں :-

سب سے اول نمبر پر یہ سوال درپیش ہے کہ یہ روایت صحیح ہے تاکہ اس کے مفہوم کے ساتھ اعتماد کیا جائے۔ تو ناظرین کرام پر واضح رہنا چاہیئے کہ اس اسناد میں مجاہیل رواۃ موجود ہیں۔ ایک بزرگ تو احمد ابن خازم غفاری ہے۔ یہ شخص مندرجہ ذیل کتب پر جستجو کے باوجود نہیں مل سکا پھر دس کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ اس کے بعد محمد ابن علی الشیبانی ان کا شاگرد ہے۔ وہ بھی مجہول الحال ہے مندرجہ کتب میں بڑی محنت کی مگر تا حال مجہول رہا۔ ان لوگوں کی روایت قابل اعتنا نہیں۔ ص ۱۴۵

مولانا نافع کا ان دو راویوں پر مجہول الحال ہونیکا حکم لگانا درست نہیں۔ ہمیں یقین ہے، کہ مولانا وسیع المطالعہ ہیں، ان پر حقیقتِ حال مخفی نہیں ہے۔ کیا تذکرۃ الحفاظ مولانا کو کسی کتب خانہ سے دستیاب نہ ہو سکا کہ اس کا مطالعہ فرما لیتے؟ اگر شما نہ رسید پدر از ما بپرسید۔

علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں (ابن ابی عزرہ) ھو الحافظ المجود ابو عمرو احمد ابن خازم الکوفی صاحب المسند ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال متقناً
تذکرۃ الحفاظ ص ۱۵۵ ج ۲

۲۔ علامہ ذہبی نے اس امر کی بھی نشاندہی کی ہے کہ محمد ابن علی الشیبانی احمد ابن حازم کا تلمیذ ہے۔

۳۔ علامہ ذہبی نے اس روایت کی تصحیح کی ہے نیز اسی سند کے ساتھ مروی ایک دوسری روایت کی بھی تصحیح کی ہے لکھتے ہیں :- ھذا حدیث صحیح وما خرجوہ فی الکتب الستۃ
تذکرہ ص ۱۵۵ ج

۴۔ محمد ابن علی ابن دحیم الشیبانی ابو جعفر، راوی کے دو تلامذہ کا تذکرہ تو آنجناب نے

نے اپنی تصنیف "حدیث الثقلین" ہی میں کر دیا ہے۔ تلمیذ اول خود صاحب المستدرک الحافظ محمد ابن عبد اللہ الحاکم ہے۔ تلمیذ ثانی بیہقی کی سند میں ابو محمد جناح ابن نذیر ابن جناح القاضی المحمدی ہے جس استاد سے روایت کرنیوالے دو تلامذہ ہوں اس سے جہالت مرتفع ہو جاتی ہے۔ تعصیل الصحیح

علامہ محمد ابن احمد الصاحم المکی ص۱۰ میں لکھتے ہیں کہ بعض الحفاظ نے اپنی ایک بہت بڑی کتاب میں روایت کیا ہے قال حدثنا ابو جعفر محمد ابن علی الشیبانی عن احمد ابن خازم الخ۔ نیز علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ یہ حافظ حافظ حدیث حاکم ابو ابن مندہ سے جلیل القدر حافظ ہیں پس یہ حافظ محمد ابن علی الشیبانی کے تیسرے شاگرد ہوئے

نیز اس محدث کے چوتھے تلمیذ زید ابن جعفر العلوی ہیں جو علامہ ذہبی کی سند میں واقع ہیں اور علامہ ذہبی نے اس سند کو صحیح کہا ہے۔ تذکرۃ الحفاظ بحوالہ مذکورہ

اس پر مستزاد یہ کہ حاکم نے خود اس سند کے متعلق لکھا۔ صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔ حاکم اور ذہبی کی تصحیح سے اس راوی کی عدالت بھی ثابت ہو گئی۔ تعجب ہے جس روایت کو حاکم خود صحیح الاسناد کہتے ہیں اور علامہ ذہبی اس کی تصحیح کرتے ہیں۔ اسکے راوی مجہول کیسے ہو گئے اور وہ روایت ضعیف کیسے ہو گئی۔

نہم:۔ حدیث الثقلین کے ص۱۸۴، ص۱۸۵ میں مولانا نافع نے الضیا المقدسی کی کتاب المختارہ سے ایک روایت نقل کی ہے اور اس پر مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار فرمایا:۔

۱. طبرانی کبیر کے اسانید میں یہ بحث ابھی گذر چکی ہے کہ سلمہ ابن کہیل کس درجہ اور کس طرح کا راوی ہے۔ حافظ ابن الحجر نے تہذیب میں ان کا تشیع واضح طور پر کر دیا ہے۔

۲. سلمہ بن کہیل کے متعلق معجم طبرانی کبیر کے اسناد سوم کی بحث حافظ ابن الحجر کا پورا حوالہ مکمل عبارت کے ساتھ درج ہو چکا۔

۳. تنبیہ: فاضل مقدسی المتوفی ۶۴۳ھ ہے۔ یہ صاحب تخریج روایات نہیں صرف دوسرے محدثین سے ناقل ہیں۔ غالب خیال یہی ہے کہ مذکورہ مندرجہ صحیح الاسناد طبرانی کے

معجم کبیر سے منقول ہے۔ اس ادھورے اسناد سے بھی علم قبول رواۃ کیلئے ثبوت تو مل گیا۔

مولانا نافع کے مندرجات بالا پر مندرجہ ذیل کلام ہے:۔

۱۔ مولانا نافع صاحب کو شاید سہو ہوگیا۔ انہوں نے معجم طبرانی کبیر کی روایت نقل نہیں کی پھر اس پر بحث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۲۔ سلمہ بن کہیل معجم طبرانی کبیر کے اسناد دوم میں نہیں بلکہ مستدرک حاکم کی روایت سوم کے اسناد میں واقع ہے۔ محمد ابن سلمہ ابن کہیل عن ابیہ۔

۳۔ مولانا نافع صاحب نے وہاں سلمہ ابن کہیل پر جرح نہیں کی بلکہ محمد ابن سلمہ ابن کہیل پر جرح کی ہے اور اس پر حوالہ تہذیب کا نہیں دیا بلکہ لسان المیزان کا دیا ہے۔ بیٹے پر جرح باپ کو کیسے ساقط الاعتبار کرسکتی ہے۔

۴۔ سلمہ بن کہیل صحیحین کا راوی ہے۔ دیکھو کتاب الجمع ص۱۹
نیز یہ راوی بھی ثقہ ہے دیکھو تقریب التہذیب ص۱۳۱

۵۔ مولانا کا یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ یہ معجم طبرانی کی روایت سوم (مستدرک حاکم) کی روایت سوم کا ٹکڑا ہے۔

سلمہ ابن کہیل عن ابی الطفیل عن زید بن الارقم سے ترمذی اور مسند امام احمد کی روایات ہیں۔ جن میں سلمہ ابن کہیل کا تلمیذ شعبہ ہے۔ محمد ابن سلمہ نہیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ روایت ترمذی اور مسند امام احمد والی روایت ہو۔

دھم:۔ مولانا نافع نے صحیح مسلم کی روایت حدیث الثقلین کو صحیح تسلیم کیا ہے جس میں تذکرہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان خم نامی مقام پر خطبہ دیا اور وعظ فرمایا اور تذکیر کی کہ (انا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ) میں تمہارے اندر دو وزن دار چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں پہلی ان میں اللہ کی کتاب ہے، کتاب کے بارہ

میں ایک تقریر فرمائی اور کتاب کی توصیف کی کہ اس میں ہدایت اور نور ہے اور ترغیب دی کہ اس کے ساتھ استمساک کرو اور برانگیختہ کیا کہ اسے مضبوطی سے تھامو۔ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی یعنی کتاب اللہ کے بارہ میں ترغیب دلانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اہل بیت کے بارہ میں خدا کو یاد دلاتا ہوں حضور نے ان الفاظ کو تین بار دہرایا

صحیح مسلم کی یہ روایت مسند امام احمد ص۳۶۶ و ص۳۶۷ جلد رابع اور سنن دارمی ص۴۲۴ میں بھی ان ہی الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

لیکن مولانا فرماتے ہیں کہ یہاں ثقلین سے مراد ایک تو اللہ کی کتاب ہے جیسا کہ روایت میں تصریح ہے اور دوسرا ثقل رسول اللہ کی سنت ہے جو روایت میں مذکور نہیں آنحضور نے ذکر کی تھی مگر راوی حدیث حضرت زید بن ارقم فراموش کر گئے اور اہل بیت کا تذکرہ آپ نے یوں ہی کر دیا۔ ثقل ثانی اہل بیت نہیں اور اپنے ادعاء کے اثبات کے لئے مندرجہ ذیل شواہد پیش کئے۔

۱. زید ابن ارقم رضؓ صحابی خود فرماتے ہیں کہ میں کبیر السن ہو گیا ہوں اسلئے کچھ چیزیں فراموش کر گیا ہوں۔

۲. راوی کا بیان ہے ثم قال پھر اس کے بعد فرمایا واہل بیتی چونکہ ثم تراخی کے لئے آتا ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اللہ کے تذکرہ کے بعد سنت رسول کا تذکرہ کیا ہوگا اور پھر اہل بیت کا ذکر ویسے ہی کر دیا ہے۔

۳. جمہور علماء کرام کے نزدیک ثقل ثانی سنت نبوی ہے علی صاحبہا الصلوۃ والسلام۔

غرضیکہ مولانا نافع نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ چونکہ زید بن ارقم رضؓ جیسے کہ خود ان کا بیان ہے کہ کبیر السن تھے اور نسیان غالب تھا لہذا وہ دوسرا ثقل فراموش کر گئے تھے۔ اور ثم قال بھی اس کا قرینہ ہے۔ کیونکہ ثم تراخی کے لئے آتا ہے۔

بھلا ہو مولانا نافع کا کہ انہوں نے نسیان کی نسبت حضرت زید بن ارقم کی طرف کی ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی۔ اگر مولانا یوں کہہ دیتے کہ حضور بھی تو

آخر بشر تھے۔ دوسرے ثقل سنت رسول کا بیان نسیان کیوجہ سے رہ گیا۔ آخر بعض روایات میں النسنی کما تنسون بھی تو آیا ہے تو مولانا کا کوئی کیا بگاڑ سکتا تھا۔

ہمیں افسوس ہے کہ مولانا نافع برموقعہ موجود نہ تھے ورنہ حضرت زید بن ارقم رضہ کو یاد دلا دیتے کہ حضرت دوسرا ثقل سنت رسول اللہ ہے اسے بھی ذکر کردیں۔

اگر مولانا نافع ناگوار نہ جانیں تو ہم یہ استفسار کرنے کی جسارت کرتے ہیں کہ حضرت آپ کوئی ایسی روایت پیش کر سکتے ہیں جس میں ثقلین کا لفظ بھی مذکور ہو اور لفظ ثانیھما سنتی کی بھی تصریح ہو۔ یا خطبہ غدیر کے سلسلہ کی کوئی روایت ایسی پیش کر سکتے ہیں جس میں سنتی کا لفظ آیا ہو۔ چلئے روایت نہ سہی آپ کسی محدث کی نشاندہی کر سکتے ہیں جس نے مسلم کی اس روایت کی تشریح میں لکھا ہو کہ یہاں ثقل ثانی سے مراد سنت رسول ہے اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے اور قیامت تک نہیں کر سکتے تو پھر (جمہور علماء کے نزدیک ثقل ثانی سے مراد سنت رسول اللہ ہے) کا جملہ لکھ کر قارئین کو دھوکہ دینے کی کوشش کیوں کی ہے۔

باقی ثم قال کے لفظ کو جو آپ نے قرینہ ٹھہرایا ہے۔ یہ بھی ایک دھوکہ ہے جب آنحضور نے کتاب کے بارہ میں ایک لمبی تقریر کی ترغیب دی اور تذکیر فرمائی تو کچھ وقت صرف ہو گیا پھر اہل بیت کا تذکرہ فرمایا تو اسے ہی راوی نے ثم قال سے تعبیر کر دیا اور لغت کے لحاظ سے ایسے مواقع پر ثم کا استعمال درست ہے۔ قرآن، حدیث اور محاورہ عرب میں اس کے بکثرت نظائر ملتے ہیں۔

مولانا نے ادھر التفات نہیں فرمائی کہ ثم قال واہل بیتی میں واؤ عاطفہ شہادت دیتی ہے کہ اس کا معطوف علیہ اولھما کتاب اللہ ہے واہل بیتی یعنی وثانیھما اھل بیتی محدثین کرام جو شارحین حدیث ہیں انہوں نے یہی سمجھا۔ چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:۔

واھل بیتی ای ثانیھما اھل بیتی   مرقاۃ ص۳۷۶ ج ۱۱

شیخ عبدالحق المحدث الدہلوی لکھتے ہیں:۔ پس ترفرمود آنحضرت دوم اہل بیت من اند۔ اشعۃ اللمعات ص۶۷۷ ج۴

علامہ نووی اور نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں :- (قوله صلی الله علیه وسلم انا تارک فیکم الثقلین فذکر کتاب الله و اهل بیته) قال العلماء سمیا ثقلین لعظمهما و کبیر شانهما نووی حاشیہ صحیح مسلم صہ ۲۲۹ ج ۲ - السراج الوہاج صہ ۴۶۷ ج ۲

یعنی کتاب اللہ اور اہل بیت کو ان کی عظمت اور شان کی بڑائی کے لئے ثقلین کا نام دیا گیا ہے۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں (کتاب الله و عترتی) جعلهما ثقلین اعظاما لقدرهما و تفخیما لهما۔ تاج العروس صہ ۲۴۵ ج ۲ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ اور عترت کو ثقلین قرار دیا انہیں عظیم القدر اکبیر الشان ظاہر کرنے کے لئے غور فرمائیں۔ ملا علی قاری، شیخ عبدالحق، علامہ نووی، نواب صدیق حسن خان تصریح کرتے ہیں ثقل ثانی اہل بیت ہیں اور علامہ نووی، نواب صدیق حسن خان اور علامہ زبیدی فرماتے ہیں کہ اہل علم کہتے ہیں کہ کتاب اللہ اور اہل بیت کو ان کی عظمت اور بلندی شان کی وجہ سے ثقلین کہا گیا ہے۔ اور مولانا نافع کا بیان ہے کہ علماء کرام کی رائے ہے کہ ثقل ثانی اہل بیت نہیں سنت نبوی ہے۔

لینظر ای الفریقین اصدق قیلا و اهدی سبیلا

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

مولانا نافع نے تو صحیح مسلم کی روایت کو صحیح تسلیم کر کے ثقل ثانی کے مصداق ہی نزاع کیا اور محدثین کی آراء کو نظر انداز کر دیا اور اسطرح اپنی تیزی طبع کا ثبوت دیا اور شیعہ کے رد میں جو کچھ انہیں سوجھا ہے وہ متقدمین کو نہیں سجھائی دیا۔ مگر بعد میں ایک بزرگوار ایسے بھی تشریف لائے جنہوں نے مولانا نافع کا چراغ بھی گل کر دیا۔ میری مراد مولانا عبدالحلیم کانپوری سے ہے۔ مولانا موصوف (جشن غدیر خم کی حقیقت) کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ شیعہ کی کتابیں اور ان کے مجتہد دعوے کرتے ہیں کہ غدیر خم نامی مقام پر آپ نے خطبہ دیا اور (من کنت مولاه

نعلی مولاہ) فرمایا۔ حالانکہ ایسا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا۔ غدیر خم نامی کوئی منزل مکہ اور مدینہ کے درمیان سرے سے نہیں ہے۔ اس کے گھڑنے والا اتنا جاہل ہے کہ جغرافیہ سے بھی واقف نہیں۔ یہ ابن سبا کے ایک کامیاب حملے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

مولانا نافع نے تو حدیث موالاۃ کو ضعیف کہا تھا مولانا عبدالحلیم نے اسے موضوع کہہ دیا اور صحیح مسلم کی روایت حدیث ثقلین کو مولانا نافع نے صحیح کہہ کر ثقل ثانی کے مصداق میں پیچ گوئیاں کی تھیں۔ مولانا عبدالحلیم صاحب نے اسے بھی موضوع قرار دیکر مزعومات شیعہ میں داخل کردیا، اور نہایت ہی جسارت سے کہتے ہیں کہ اس روایت کے گھڑنے والے اتنے جاہل ہیں کہ جغرافیہ سے بھی ناواقف ہیں۔ گویا مولانا عبدالحلیم کے نزدیک صحیح مسلم، مسند امام احمد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، جامع ترمذی، سنن دارمی، سنن بیہقی، مستدرک حاکم، مسند بزار، معجم طبرانی شیعہ کی کتابیں ہیں اور ان کے مصنف امام احمد بن حنبل، امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، حاکم، بیہقی وغیرہم محدثین شیعہ کے امام و مجتہد ہیں۔ کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا۔

صحیح مسلم، مسند امام احمد، سنن دارمی، السنن الکبری للنسائی، خصائص مرتضوی، مسند ابی عوانہ، کنزالعمال، مستدرک حاکم، سنن بیہقی وغیرہا کتب حدیث میں تصریح ہے۔ کہ خم نامی مقام پر آپ نے خطبہ دیا۔

علامہ ذہبی، علامہ آلوسی، علامہ معجلونی، علامہ الھیثمی، حافظ ابن کثیر، ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق المحدث الدہلوی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

ملا علی قاری نے مرقاۃ ص۳۷۶ ج ۱۱ میں، شیخ عبدالحق نے رشعتہ اللمعات ص۶۵۹ ج ۴ و ص۶۷۶ ج ۴ میں، علامہ نووی نے حاشیہ صحیح مسلم ص۳۲۹ ج ۲ میں اور نواب صدیق حسن خان نے السراج الوھاج ص۶۷۴ ج ۲ میں، علامہ الفتنی نے مجمع البحار ص۱۱۴ ج۲ میں، حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ص۳۱۴ ج۲ میں، ابن اثیر نے نہایہ ص۳۲۲ ج۲ میں اور دیگر محدثین نے اپنی

اپنی تصانیف میں تصریح کی ہے کہ (خم موضع مشہور بین مکہ والمدینہ) (خم موضع عن الجحفۃ علی ثلثۃ امیال) اور علامہ مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس ص ۸۴ ج ۴ میں، علامہ زبیدی نے تاج العروس ص ۲۸۳ ج ۸ میں عبد الرحیم ابن عبد الکریم نے منتہی الارب ص ۱۳ ج ۱ اور محمد ابن عمر جمال القرشی نے الصراح ص ۲۹ ج ۲

میں خم نامی مقام کی نشاندہی کی ہے۔

ترجمان اہل السنۃ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :-

اهل السنته یحبون اهل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویتولونھم ویحفظون فیھم وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث قال یوم غدیر خم اذکرکم اللہ فی اهل بیتی اذکرکم اللہ فی اهل بیتی -

(فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۵۳ ج ۳)

اہل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو محبوب رکھتے ہیں۔ ان سے محبت کرتے ہیں اور انکے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا پاس کرتے ہیں جب کہ آپ نے غدیر خم کے روز فرمایا تھا کہ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔

(ان آخری الفاظ کو آپ نے تکرار سے بیان کیا)

امام موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :-

النوع الثانی ماجری فیہ حادثہ کما کان یجری فی غیرہ من غیر ان یوجب جعلہ موسماً ولا کان السلف یعظمونہ کثامن عشر ذی الحجہ الذی خطب فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغدیر خم مرجعہ من حجۃ الوداع فانہ

دوسری قسم بدعت کی بدعت زمانیہ ہے کہ کسی وقت کوئی حادثہ رونما ہوا جیسا کہ دوسرے اوقات میں بھی حوادث پیدا ہوتے رہتے ہیں بغیر اسکے کہ اسے تقریب مقرر کیا گیا ہو اور نہ اسلاف نے اسے بطور تقریب معظم سمجھا ہو۔ پھر لوگ اسے بطور تقریب منانے لگ گئے ہوں جیسا کہ ۱۸ ذی الحج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

صلی اللہ علیہ وسلم خطب فیہ خطبۃ	حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم مقام پر خطبہ دیا اور اس
وصّٰی فیہا باتباع کتاب اللہ	خطبہ میں اتباع کتاب اللہ کی وصیت فرمائی اور اس
وصّٰی فیہا باھل بیتہ کما روی	خطبہ میں اپنے اہل بیت کے بارہ میں وصیت فرمائی۔
مسلم فی صحیحہ عن زید بن ارقم	جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے
(اقتضاء الصراط مستقیم صد ۲۹۳)	روایت کیا ہے۔

امام ابن تیمیہؒ جنہوں نے حدیث موالاۃ کے بارہ میں تفریط سے کام لیا ہے۔ انہوں نے بھی صحیح مسلم کی حدیث الثقلین کی تصحیح کی ہے اور خطبہ غدیر خم کو محقق ٹھہرایا ہے البتہ اہل الرفض والتشیع کی بدعت کی تردید کی۔ جنہوں نے اس یوم کو تقریب شرعی قرار دیکر عید منانا شروع کر دیا ہے۔ لیکن مقام غدیر خم کی نفی نہیں کی۔ اور خطبہ غدیر اور وصیت رسول کا انکار نہیں کیا۔

علامہ شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں :۔

آپ نے مہاجرین وانصار کے ساتھ مدینے کی طرف مراجعت فرمائی راہ میں ایک مقام خم پڑا جو جحفہ سے تین میل پر ہے۔ یہاں ایک تالاب ہے۔ عربی میں تالاب کو غدیر کہتے ہیں اور اسلئے اس مقام کا نام عام روایتوں میں غدیر خم آتا ہے آپ نے یہاں تمام صحابہ کو جمع کر کے ایک مختصر سا خطبہ دیا۔

حدیث مسلم نقل فرمانے کے بعد مولانا شبلی لکھتے ہیں :۔

نسائی، مسند امام احمد، ترمذی، طبرانی، طبری، حاکم وغیرہ میں کچھ اور فقرے بھی ہیں جن میں حضرت علی کی منقبت ظاہر کی گئی ہے۔ ان روایتوں میں ایک فقرہ مشترک ہے "من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ" جسکو میں محبوب ہوں علی بھی اس کو محبوب ہونا چاہیئے۔ الٰہی علی سے جو محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی سے عداوت رکھے تو بھی

اس سے عداوت رکھ۔ سیرۃ النبی صفحہ ۶۹ ج ۲

مولانا عبدالحلیم کانپوری سے استفسار ہے کہ کیا یہ سبھی محدثین، مفسرین، مورخین، مصنفین اور اصحاب لغت محققین جاہل تھے یا شیعہ کے امام و مجتہد تھے۔ کیا امام ابن تیمیہ صاحب منہاج السنۃ بھی شیعہ تھا اور سبائی پارٹی کا رکن تھا سبحانک ھذا بھتان عظیم۔

مزید سنیئے: علامہ زبیدی نے تاج العروس میں اور علامہ یاقوت الحموی نے معجم البلدان میں خم نامی مقام کی نشاندہی کے سلسلے میں حضرت معن ابن اوس رضؓ کا ایک شعر لکھا ہے جس کا ایک مصرعہ یہ ہے:-

عفا و خلا ممن عهدت به خم

خم مقام نے تیرے شناساؤں کو جن سے تو نے عہد و پیمان کیا تھا مٹا دیا اور ان سے خالی ہو گیا۔

دیوان معن کے پہلے قصیدے کے پہلے شعر کا پہلا مصرعہ یہی مصرعہ ہے جس میں مقام خم کا تذکرہ ہے۔ اور حضرت معن ابن اوس رضؓ مخضرمین میں ہیں اور حضرت معاویہ رضؓ سے ان کی توصیف منقول ہے، ان کی وفات ۶۴ھ میں ہوئی۔ مولانا عبدالحلیم صاحب سے مکرر استفسار ہے کہ کیا آپ مکہ اور مدینہ کے درمیانی مسافت کو حضرت معن ابن اوس رضؓ سے زیادہ جانتے ہیں، یا یہ بزرگوار بھی سبائی پارٹی کے ممبر تھے کیا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سبائیوں کی مدح میں رطب اللسان تھے؟ بینوا توجروا

پوری امت کو چاہ ضلالت و جہالت میں دھکیل کر، محدثین کو بے وقار بنا کر اور کتب حدیث کو بے اعتبار قرار دیکر اگر کانپوری صاحب نے شیعہ کی تردید کی تو کیا فائدہ۔؟ ایسی صورت میں تو شیعہ کا نقصان کم اور اہل سنت کا خسران زیادہ ہے۔

ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين۔

تنکے بھی رک سکتے ہیں بھلا سیل رواں کو

مولانا عبدالحلیم کانپوری کے مضمون (جشن غدیر کی حقیقت) کے رد میں راقم السطور نے ایک مضمون بعنوان (خطبہ غدیر خم کی واقعیت) لکھ کر ماہنامہ الحق میں اشاعت کے لئے ایک ساتھی کے ہاتھ ارسال کیا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے وہ مضمون خود سنا اور اس کی تصویب کی اور ماہنامہ الحق میں شائع کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ بحسب حکم حضرت شیخ وہ مضمون ماہنامہ الحق شمارہ نمبر ۱۱، ۱۲ ستمبر ۱۹۷۵ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ کچھ مدت بعد کراچی سے ایک ملفوف منجانب عطا محمد صاحب موصول ہوا۔ مکتوب کا مقصودی حصہ درج ذیل ہے:۔

"غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ اس ضعیف حدیث پر شیعہ مذہب کی عمارت تعمیر کی گئی ہے، کیونکہ آپ خود سید ہیں اور سید عموماً نیم شیعہ ہی ہوتے ہیں، اسلئے آپ نے اس غلط حدیث کی اتنی زبردست وکالت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو مذہب اہل سنت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہتر ہوگا کہ آپ کسی امام باڑہ میں مجتہد ہو جائیں اور تقیہ ترک کر کے اپنے اصل باطل باطنی مذہب کا اعلان کر دیں۔ انشاء اللہ واہ کینٹ میں ہم ضرور آپ کے شیعہ مذہب کا پول کھولیں گے۔

فقط عطا محمد واہ کینٹ حال کراچی

محترم عطا محمد صاحب کی خدمتِ عالیہ میں گذارش ہے کہ آپ کے پاس پروردگار کیطرف سے اہل السنۃ کی اجارہ داری کی کوئی دستاویز ہے تو بندہ کو تعمیل حکم سے دریغ نہیں ورنہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں اسی علاقہ کا باشندہ ہوں اور میری کتاب زندگی صحفاً منشرہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا ہر باب جلی اور ہر عنوان واضح ہے بندہ مسلکاً دیوبندی اور مذہباً حنفی ہے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رح کا شاگرد رہے اور امام ابوحنیفہ کا مقلد اور صرف اہل السنۃ والجماعت کو برحق اور فرقہ ناجیہ یقین کرتا ہے۔

مجھے سید خود آپ نے تسلیم کیا ہے۔ بھلا جس کی رگوں میں حسین کا خون ہو اور مولانا
حسین احمد رح کا فیض یافتہ ہو، وہ بھی تقیہ کر سکتا ہے۔ مجھے تقیہ کی ضرورت نہیں۔ میرا اعلان
ہے۔ آپ اپنے حمایتوں سمیت میدان میں آ جائیں۔

واجلب علی بخیلک ورجلک ہ فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن
امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنظرون۔ (ابو ہریرہ رض)

تعجب ہے وہ شخص مجھے دھمکی دے رہا ہے جس کا نام بھی مشرکانہ ہے اور جو مقام
بھی بتلانے کی جرأت نہیں کر سکا ہے

میرے بالوں کے بل نکالیں گے وہ کیا
جن کی زلفوں میں بل ہنوز باقی ہیں

محترم آپ میرا پول کھولنے کے در پے نہ ہوں۔ آپ ان ائمہ دین، محدثین محققین کو
شیعہ ثابت کرنے کی کوشش کریں جنہوں نے حدیث ثقلین والموالاۃ کو روایت کیا ہے اور
اس کی تصحیح کی ہے۔ اگر آپ کامیاب ہو گئے تو یہ دنیا کی تاریخ میں بہت بڑا کارنامہ ہوگا
مجھے حشر میں ان بزرگواروں کی محفل میں اگر جوتیوں میں بھی جگہ مل جائے تو میں اسے بھی
سعادت سمجھتا ہوں۔ رَبِّ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ
بِالصّٰلِحِیْنَ۔

دیکھا ہے تو نے تنکا جو چشم حریف کا
اپنی بھی آنکھ کا ذرا شہتیر دیکھ لے

ع ۱۱ :۔ مولانا نافع صاحب نے بارہ روائتیں مطابق تعداد ائمہ اہل رفض کے ایسی
پیش کی ہیں جن میں کتاب اللہ و عترتی کے متبادل کتاب اللہ و سنتی کے الفاظ ہیں
سنت یعنی حدیث دلائل شرعیہ میں سے دوسری دلیل ہے اور اس کی حجیت کو واضح اور
قاطع دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے مگر جن روایات کو مولانا نافع نے پیش کیا ہے ان
روایات پر مندرجہ ذیل کلام ہے :۔

۱- ان بارہ روایات میں روایت پنجم دار قطنی کی روایت اور روایت ہشتم کنز العمال کی روایت بحوالہ ابو النصر السنجری اور روایت دہم بیہقی کی روایت اور روایت دوازدہم مستدرک حاکم کی روایت درحقیقت ایک ہی روایت ہے، ایک ہی سند ہے محض بارہ کی تعداد پورا کرنے کے لیے چار کتابوں کے حوالے دیکر چار روایات بنا دی گئی ہیں۔ نیز روایت ششم مستدرک حاکم کی روایت اور روایت نہم بیہقی کی روایت درحقیقت ایک ہی روایت ایک ہی سند کے ساتھ مروی ہے۔ بارہ کی تعداد کو پورا کرنے کے لئے مولانا نے دو کتابوں کے حوالے دیکر دو روائتیں بنا دیں۔ ایضاً معلوم ہوتا ہے کہ روایت دوم سیرۃ ابن ہشام کی روایت ہے اور روایت سوم ابن ابی الدنیا کی روایت جو بحوالہ الصواعق المحرقہ ذکر کی گئی ہے ایک ہی روایت ہے جو حضرت ابو سعید الخدری سے مروی ہے، مکررات کو مقحم قرار دیا جائے تو باقی سات روائتیں رہ جاتی ہیں۔ بعض روایتوں کو مکرر ذکر کر کے تعداد کو بڑھانا اور مختلف کتب کے نام سے تکثیر حوالہ جات کا تاثر دینا مولانا کے اپنے نظریہ کے خلاف ہے۔ چنانچہ مولانا صاحب عبقات کے اس صنیع پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

تنبیہ دوم: معلوم رہے کہ بیہقی کا شیخ ابو عبداللہ حاکم ہے فلہذا یہی سند حاکم کی ہے کوئی الگ روایت بیہقی نے نہیں کی۔ یہ روایت حاکم والی ہی ہے۔ پھر ایک ہی روایت کو الگ الگ کر کے صاحب عبقات نے دو روائتیں دو سندوں کے ساتھ ذکر کر ڈالی ہیں تا کہ ناظرین کرام کی خدمت میں سے تکثیر حوالہ جات کی داد حاصل کی جائے۔ اس قسم کی چالاکیاں کر کے اس کتاب کو ضخیم بنا دیا گیا ہے حتیٰ کہ صرف ایک روایت حدیث ثقلین پر دو ضخیم جلدیں مرتب کر ڈالی ہیں۔ کتاب حدیث الثقلین صہ ۱۵۴

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:۔

مگر یہ چیز ناظرین کرام پر واضح ہونی چاہیئے کہ جب دیلمی سنجری کی سند اور حاکم کی سند سوم ایک ہی چیز ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ من وعن وہی رواۃ اور وہی روایت ہے اسکو الگ

الگ اسناد قائم کر کے جدا جدا روایت بنا کر پیش کرنا صریح جہل اور دھوکہ ہے، یا فریق مخالف پر کثرتِ حوالہ جات کا رعب قائم کرنے کے لئے اور کتاب کو ضخیم بنانے کے لئے یہ تمام کارروائی کی جارہی ہے۔ ص ۱۲۴

ہم مولانا کی خدمت میں صرف اتنا ہی عرض کریں گے کہ حضرت ؎

دیکھا ہے تو نے تنکا جب چشم حریف کا — اپنی بھی آنکھ کا ذرا شہتیر دیکھ لے

كبر مقتاً عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون

ب۔ روایت اول موطا امام مالک کی روایت

قال مالك انه بلغه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الخ

اس روایت کی سند میں نامعلوم کتنے راوی رہ گئے ہیں مولانا نافع کو خود اس کا کھٹکا تھا، چنانچہ لکھتے ہیں :۔

فائدہ : یہاں یہ ذکر کرنا منفعت سے خالی نہیں ہے کہ روایت مذکورہ مرسل ہے اور (مرسلات) و (بلاغیات) مالک مقبول ہیں۔ الخ

تابعی کی مرسل روایت کے معتبر ہونے میں اختلاف ہے۔ امام مالک رح اتباع تابعین سے ہیں پس اس روایت سے ایک سے زائد راوی رہ گئے ہیں نبناءً علیہ یہ روایت مرسل نہیں معضل ہے شیخ عبدالحق اس روایت کے تحت لکھتے ہیں :۔

والامام مالك من اتباع التابعين فكان حق المصنف ان يذكر التابعي ثم يقول رواه مالك مرسلا — تنقیح الرواۃ ج ۱ ص ۴۴ — لمعات ج ۱ ص ۲۴۴

ج۔ روایت دوم سیرۃ ابن ہشام کی روایت — اصل ماخذ میں بھی بلا سند ہے اور شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا۔ روایت سوم ابن ابی الدنیا کی روایت ہے مولانا نے الصواعق المحرقۃ کے حوالہ سے پیش کی ہے وہ بھی بے سند ہے۔

د۔ روایت چہارم ابن جریر طبری کی روایت کی سند اصل کتاب میں دیکھی گئی ہے۔

سندها۔ حدثنا ابن حميد قال حدثنا سلمة عن ابی اسحاق عن عبد الله

بن ابی نجیح۔

اس روایت میں ایک راوی ابن حمید ہے وہ کذاب ہے، میزان الاعتدال ص۵۳۰ ج۳

ایک اور راوی جس کا نام سلمہ ہے یعنی سلمہ ابن الفضل، یہ بھی ضعیف ہے، میزان الاعتدال ص۱۹۲ ج۲

ابن اسحاق یعنی محمد ابن اسحاق بھی کذاب ہے میزان الاعتدال ص۴۶۹ ج۳

رواہ پنجم از دار قطنی در روایت ہشتم از کنز العمال بحوالہ النصر اسنجری در روایت دہم از بیہقی و روایت دوازدہم از مستدرک حاکم در حقیقت ایک ہی روایت ہے جو ابوہریرہ سے مروی ہے۔

کنز العمال نے خود اس روایت کو نقل کرنے کے بعد رائے ان الفاظ میں دی ہے کہ "غریبٌ جدا" یہ روایت بہت ہی غریب ہے۔

سندات ملاحظہ ہوں

مستدرک حاکم کی روایت کی سند اخبرنا ابو بکر بن اسحاق الفقیہ ابنا محمد بن عیسیٰ بن السکن الواسطی حدثنا داؤد بن عمرو الضبی حدثنا صالح بن موسیٰ الطلحی عن عبد العزیز بن رفیع عن صالح عن ابی ھریرہ رضؓ۔ الخ۔

دار قطنی کی روایت کی سند حدثنا ابو بکر الشافعی حدثنا ابو قبیصۃ محمد ابن عبد الرحمٰن بن عمارہ بن القعقاع نا داؤد بن عمرو نا صالح بن موسیٰ عن عبد العزیز بن رفیع عن ابی صالح عن ابی ھریرہ رضؓ الخ

بیہقی کی روایت کی سند اخبرنا ابو الحسین بن شیران العدل ببغداد ابنا ابو احمد حمزہ بن محمد بن العباس ثنا عبد الکریم بن الھیثم ثنا صالح بن موسیٰ الطلحی عن عبد العزیز بن رفیع عن ابی صالح عن ابی ھریرہ رضؓ

اس روایت پر مندرجہ ذیل کلام ہے :۔

اولاً :۔ کنز العمال میں اس کو بے سند ذکر کیا گیا ہے اور تصریح کی گئی ہے کہ رواہ النصر السنجری وقال غریبٌ جدا۔

ثانیاً :۔ مستدرک حاکم، دارقطنی اور بیہقی کی سندات کا مدار صالح ابن موسے طلحی پر ہے اور اس کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں :۔

ضعیف یروی عن عبد العزیز ابن رفیع

قال یحییٰ لیس بشئ ولا یکتب حدیثہ وقال البخاری منکر الحدیث قال النسائی متروک ۔ قال ابن عدی ھو عندی لا یتعمد الکذب قال ابو اسحاق الجوزقانی ضعیف الحدیث علی حسنہ قال ابو حاتم منکر الحدیث جداً عن الثقات میزان الاعتدال ص ۳۰۲

(ل) روایت ششم از مستدرک حاکم اور روایت نہم از بیہقی ایک ہی روایت ہے جو حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے اس روایت پر مندرجہ ذیل کلام ہے :۔

مستدرک حاکم کی سند :۔ حدثنا ابو بکر احمد بن اسحاق الفقیہ انبا العباس بن الفضل الاسفاطی ثنا اسماعیل بن ابی ادیس واخبرنی اسماعیل بن محمد بن الفضل الشعرانی ثنا جدی ثنا بن ابی ادیس حدثنی ابی عن ثور بن زید الدیلمی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ الخ وقال فی آخر الروایۃ ذکر الاعتصام بالسنۃ فی ھذہ الخطبۃ غریبٌ ۔

سنن الکبری بیہقی کی سند :۔ اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ اخبرنی اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الشعرانی ثنا جدی ثنا ابن ابی ادیس ثنا ابی عن ثور بن زید الدیلمی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

۱۔ سنن الکبری بیہقی کی روایت حاکم ہی سے مروی ہے۔ خود حاکم نے مستدرک میں درج کی ہے

۲۔ خود ہی اس روایت کے آخر میں تصریح کر دی ہے۔ ذکر الاعتصام فی ہذہ الخطبۃ غریب۔

۳۔ حاکم کی سند کا مدار ابن ابی ادیس عن ابیہ پر ہے۔

ابن ابی ادیس کا نام اسماعیل ابن ابی ادیس ہے اور ابی ادیس کا نام عبداللہ ابن عبداللہ ہے۔ اسماعیل ابن عبداللہ قال الازدی متروک میزان الاعتدال ص۲۳۵ ج ۱

عبداللہ ابن عبداللہ ابو ادیس مدنی، امام مسلم نے اس سے تبعاً روایت کی ہے۔ تنہا یہ بزرگ ناقابل احتجاج ہیں اور ان کا ضعیف الحدیث ہونا مسلم ہے میزان الاعتدال ص۴۵ ج ۲

اسماعیل ابن محمد ابن الفضل الشعرانی اور دوسرے رواۃ کی حیثیت بھی مجروح ہے۔

ز:۔ روایت ہفتم از ابو نعیم اصفہانی از اخبار اصفہان لابی نعیم بحوالہ حدیث الثقلین ص۲۴۵

اس روایت کی سند اصل کتاب میں ملاحظہ کر لی گئی ہے۔

حدثنا عبداللہ ابن محمد ثنا ابن الخطاب ثنا طالوت ابن عباد حدثنا ہشام ابن سلیمان عن یزید الرقاشی عن ابن مالک۔

اس روایت میں یزید الرقاشی راوی کے متعلق علمائے جرح و تعدیل کی آراء ملاحظہ ہوں:۔

قال احمد ابن حنبل۔ کان یزید منکر الحدیث — امام احمد فرماتے ہیں کہ یزید الرقاشی منکر الحدیث ہے

قال النسائی وغیرہ متروک — اور امام نسائی فرماتے ہیں متروک ہے۔

قال شعبہ۔ لان ازنی احب الی من ان احدث عن یزید الرقاشی — اور حضرت شعبہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک زنا کر لینا یزید سے روایت لینے سے اچھا ہے۔

میزان الاعتدال ص۳۱۸ ج ۴

ح ۔ روایت یازدہم از جامع بیان العلم: اس روایت کی سند اصل ماخذ میں ملاحظہ کی گئی ہے جو درج ذیل ہے:۔

اخبرنا عبدالوارث ابن سفیان قال حدثنا قاسم ابن اصبغ قال حدثنا عبداللہ ابن عمرو ابن محمد العثمانی بالمدینۃ قال حدثنا عبداللہ ابن مسلمۃ قال حدثنا

کثیر ابن عبداللہ ابن عمرو ابن عوف المزنی عن ابیه عن جده عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الخ

اس روایت کے جملہ رجال کو معیار پہ لانے کی ضرورت نہیں ہے صرف ایک راوی کے حال سے روایت کی حیثیت منکشف ہو جاتی ہے اور وہ صاحب ہیں کثیر ابن عبداللہ اور یہ کذاب ہیں۔

قال الشافعی وابوداؤد رکن من ارکان الکذب۔

قال ابن حبان له عن ابیه عن جده نسخة موضوعة میزان الاعتدال صد ۴۰۶، صد ۴۰۷

عبداللہ ابن عمرو ابن عوف ماروی عنه الا ابنه کثیر احد التلفی میزان الاعتدال صد ۴۶۸ ج ۲

باپ مجہول بیٹا کذاب باقی رواۃ غیر معروف العدالۃ روایت پھر بھی مقبول، یہ مولانا نافع کی کرامت ہی کہہ سکتے ہیں۔

حاصل البحث حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" جیسا کہ قارئین کرام پڑھ چکے ہیں۔ بعض طرق کے اعتبار سے صحیح اور بعض طرق سے حسن درجہ کی ہے اور بعض طرق سے اگرچہ زیادہ ضعیف ہے۔ مگر کیا عیب ہے۔ جس روایت کو کثیر التعداد اشخاص بیان کرنیوالے ہوں کہ قریب بحد تواتر ہو جائیں تو ایسی صورت میں رواۃ کو زیر بحث نہیں لایا جاتا۔ دیکھو علوم الحدیث صد ۱۵۱، نخبۃ الفکر صد ۱۱

اور یہی حال ہے حدیث ثقلین کا بھی، اور اگر اس جرح کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کا ثمرہ اور نتیجہ کیا ہوگا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم بھی غیر معتبر قرار پا جائیگی، کیونکہ محمد ابن الفضل ابومعاویہ سلمہ ابن کہیل راویوں سے صحیح بخاری میں متعدد روایات مروی ہیں۔ اور اگر صحیح بخاری اور صحیح مسلم ناقابل اعتبار قرار پا جائیں تو بتایئے خسران میں رافضی صاحبان ہیں یا اہل السنۃ ؎

میاں بخار بھی چھیلے گئے ساتھ   بہت ہی تیز ہیں یورپ کے رندے

پھر لطف یہ ہے جن روایات میں (کتاب اللہ و عترتی) کے متبادل (کتاب اللہ و سنتی) کے الفاظ ذکر ہیں. مولانا صاحب نے بڑے فخر و ابتہاج سے انہیں پیش کیا ہے وہ سب روایات ضعیف اور متروک ہیں، بلکہ بعض موضوع ہیں اور ان کے رواۃ کذاب ضعیف اور منکر الحدیث ہیں۔

حرفِ آخر

مولانا نافع جو کمر بستہ ہو کر حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" اور روایت "ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی" کی تضعیف کے درپے ہو گئے ہیں کہ صحیحین کے رواۃ پر بھی بے تحاشا جرح کر دی ہے اور خیانت و مخادعت سے بھی دریغ نہیں کیا اور اسکے عواقب اور نتائج کو بھی نظر انداز کر گئے۔ خدا جانے اس کا اصل سبب اور داعیہ کیا ہے؛ مقصود تنقیص علیؓ ہے یا اسلاف سے برتری کا اظہار مطلوب ہے، شیعہ دشمنی اس کی داعی ہے یا سرے سے حدیث ہی کو بے وقار بنا مقصود ہے۔ اگر تنقیص علی مقصود ہو تو گذارش ہے "تلک امۃ قد خلت لھا ماکسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔

اگر اسلاف سے برتری کا اظہار مطلوب ہے کہ اسلاف میں سے شاید کسی نے اس نوع کی جرح اس روایت میں نہ کی. صرف آپ کو ہی اس کی توفیق ہوئی تو اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے کہ یہ صرف آپ ہی کا بہرہ ہے۔ اس میں آپ کا کوئی مقتدا نہیں. لیکن مقتدی آپ کو بہتیرے مل جائیں گے۔ اور اگر شیعہ دشمنی اس کی داعی ہے تو یہ جذبہ نہایت پاکیزہ اور قیمتی ہے۔ اس جذبہ سے ان کے نظریاتِ باطلہ کا جتنا بھی رد کیا جائے قابل مدح و ستائش ہے. مگر اس سلسلہ میں آیت لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقون یا اولی الالباب نصب العین ہونی چاہیے۔

اور اگر سرے سے حدیث ہی کو بے وقار بنانا مقصود ہے تو فالی اللہ المشتکیٰ

وھو المستعان علیٰ ما تصفون ۔ اور تحقیق حق مقصود ہے تو ہمارے مندرجات میں تدبر فرمائیں ۔ نیز اگر خاطر عاطر پہ ناگوار نہ گزرے تو مندرجہ ذیل دو سوالات کے جوابات بھی مرحمت فرمائیں ۔

۱۔ اگر منکرین حدیث سوال کریں کہ مہربان من آپ نے جو تمسک بالسنۃ کی روایات پیش کی ہیں ، وہ سب کذاب راویوں کی ہیں اور جن رواۃ پر آپ نے جرح کی ہے کتب احادیث کے بطون ان ہی رواۃ کے مرویات سے مشحون ہیں ۔ پھر بتائیں وہ کونسی حدیث ہے جو حجت ہے اور وہ کونسی دلیل ہے جس سے تمسک بالسنۃ کا اثبات ہو سکتا ہے ؟

۲۔ اگر رافضی سوال کریں کہ حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" اور روایت "کتاب اللہ و عترتی" پر جو جرح آپ نے کی ہے وہ یہ ہے ، ان روایتوں کے راوی شیعہ ہیں ، مگر وہ راوی اہل السنۃ کے نزدیک بھی ثقہ ہیں ، بخاری مسلم نے بھی ان سے روایات لی ہیں ۔ اور اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کی عدالت اور ثقاہت مذکور ہے اور روایت "کتاب اللہ و سنتی" کے اسناد میں متروک ، کذاب راوی ہیں تو آپ بتائیں کہ اگر آپ نے ان سنی راویوں کی روایت کو قبول کر لیا ہے جو اہل السنۃ کے نزدیک بھی کذاب ہیں تو شیعہ ان راویوں کی روایت کو کیوں قبول نہ کریں جو اہل السنۃ کے نزدیک بھی ثقہ ہیں اور امام بخاری اور امام مسلم ان کی عدالت اور صداقت اور ثقاہت پر اعتماد کرتے ہیں ؟

ع ۔ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

وما اردت الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب

کتابت

عبد الحق جھبو انوالی ضلع گجرات

الشیخین المعظمین
ابوبکر الصدیق و عمر الفاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہما
اس کتاب میں حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں نیز ان کے سوانح حیات اور کارناموں کا بالاختصار
تذکرہ ہے۔ مقصد دربارِ شیخین میں ہدیہ عقیدت پیش کرنا ہے۔ کتاب تفضیل شیخین کا
ایک مرقعہ ہے ہم ان شاء اللہ العزیز جلد ہی اس کتاب کی اشاعت کی سعادت حاصل کریں گے۔
الختنین المکرمین
عثمان ذی النورین و علی ذی القرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں حضرت عثمان ذی النورین افضل الختنین رضؓ کے فضائل و مناقب اور مختصر سوانح
اور سبائیوں کے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات کا بیان ہے، دوسرے حصے میں علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے
مناقب بیان کئے گئے ہیں اور انکی خلافت میں پیش آمدہ واقعات، جنگ جمل، جنگ صفین و نہروان کے
ضمن میں محمود عباسی کے زہریلے اور مسموم وساوس کا ازالہ کیا گیا ہے کتاب کا ایک ایک لفظ حب الختنین
کا آئینہ دار ہے لیکن من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ تصنیف مکمل ہے۔ استخلاف یزید کی طباعت
کے بعد اس کا نمبر ہے
السبطین السعیدین
الحسن و الحسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہما
یہ کتاب طبع ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر
ہو چکی ہے۔ ماشاء اللہ افراط و تفریط سے مبرا اور جید مواد سے معمور ہے
ملنے کا پتہ مدنی مسجد لائق علی چوک واہ کینٹ
بفرمائش محمد افضل مرزا جھورانوالی گ